# افسانۂ قیس

یعنی

مشہور عاشق عرب قیس بن ملوح عامری الملقب بہ مجنون

اور اُس کی معشوقہ دلربا لیلائے عامریہ کے حالات وواقعات

جسے فاضل مصنف

مولانا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز

نے

نئی ترتیب وتہذیب سے اور سہ چند سے زیادہ حالات کا

اضافہ کرکے بڑی قابلیت وتحقیق سے از سر نو مکمل کیا ہے

اور سنہ ۱۹۱۸ع مین باہتمام

خاکسار حکیم محمد سراج الحق عفا اللہ عنہ

دلگداز پریس مین چھپ کے لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان سے شائع ہوا

# سخن سنج! سخن سنج!! سخن سنج!!!

یہ سہ ماہی رسالہ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء سے جاری ہے حجم ۳ جزو ہی مضامین نثر و نظم دونوں قسم کے ہوتے ہین حصۂ نثر مین نامور انشا پردازان ہند کا لٹریچر اور حصۂ نظم مین مشاہیر شعرا کی منتخب غزلین اور مشہور نظمین قیمت سالانہ مع محصولڈاک رؤسا سے اُن کی فیاضی کے مطابق اور عوام سے فقط ۹؍ نمونے کے واسطے ۲؍ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔ منیجر سخن سنج کڑہ بزن بیگ خان لکھنؤ۔

## کارخانۂ روض الریاحین لکھنؤ کا اعلی عطر

(آپ ایک دفعہ آزما کے تو دیکھین)

عطر کے لیے لکھنؤ مشہور ہی مگر افسوس ہی کہ جو عطر ہے وہ باہر والون کو نہین ملتا کیونکہ کہین مال کی روانگی نوکرون کے ہاتھ ہی اور اُن کے دغل فصل کا خمیازہ اُن غریبون ہی کو اُٹھانا پڑتا ہے جو باہر سے منگوانے اور بے دیکھے خریدنے پر مجبور ہین اور بعض اشتہار دینے والون کی یہ حالت ہی کہ روپیہ کا مال دو کو اور کبھی چار کو بھیجدیتے ہین یہ عام خرابیان دیکھ کے ہم نے ذمہ لیا ہی کہ باہر کے جو صاحب طلب فرمائین اُن کے لیے معتبر اور مستند کارخانون کے عطر اعلی درجے کی تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کر کے مال بخوبی جانچ کے اور بکفایت خرید کر کے روانہ کر دیا کرین جس کا بہت اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا گیا ہے عطر کے شائق ایک بار امتحاناً منگوا کر دیکھ لین کہ ہمارے ذریعے سے اُنھین کیسا اچھا عطر اور کن دامون کو ملتا ہی۔ یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہی کہ بوجہ گرانی روغن صندل عطرون کی قیمت مین ۸؍ فی تولہ اضافہ ہو گیا ہے۔

## عطرون کی فہرست حسب ذیل ہے

| | | | |
|---|---|---|---|
| عطر حنا فی تولہ صہ للعہ سے ۱۸ عا عہ<br>" موتیا " صہ للعہ سے عا عہ<br>" چمیلی " سے صہ للعہ عا عہ<br>" کیوڑا " للعہ سے عا عہ<br>" خس " عا عہ<br>" فتنہ " سے عا عہ<br>" چمپا " عا عہ<br>" مونسری " عا عہ | عطر باڑی فی تولہ عا عہ<br>" بیلہ " سے عا عہ<br>" مستی " عہ<br>" جوہی " عا عہ<br>" گلاب " عہ عہ صہ عا عہ<br>" سنگترہ " عا عہ<br>" سیوطی " عا عہ<br>" عروس " عا عہ | عطر شہنانہ فی تولہ عا<br>" برگ حنا " عا<br>" راحت روح " عہ<br>" مجموعہ " عا<br>" سہاگ " عا<br>" اگر غرقی " سہ<br>" اگر غرقی " سے صہ للعہ سے<br>" مخلوط آصفی " صہ عا | عطر مہک پری فی تولہ عا<br>روح گلاب اصلی لہ مہ<br>" عنبر اصلی " صہ للعہ<br>" بانڑی " سے عا<br>" ناگیسر اصلی " صہ سے<br>شمامۃ العنبر " جہ<br>مخلوط عنبری " مے<br>صد برگ " عا عہ |

## خوشبودار تیلون کی فہرست ملاحظہ ہو

| | | | |
|---|---|---|---|
| روغن چمیلی فی سیر سے صہ للعہ عا | روغن بیلہ فی سیر صہ للعہ عا | روغن کیوڑہ فی سیر سے للعہ عا | روغن حنا فی سیر سے للعہ عا |

## اعلی درجے کا خوشبودار عمدہ بامزہ تنباکو

| | | |
|---|---|---|
| زردہ تمباکو مشکی فی سیر عہ سے للعہ<br>زردہ زعفرانی " عا | قوام مشکی فی تولہ عہ ۸؍ ۶؍<br>" زعفرانی " ۴؍ ۲؍ | گولیان تنباکو مشکی طلائی فی تولہ عہ<br>" نقرئی " ۱۰؍ ۸؍ ۶؍ بلا ورق ۴؍ |

نوٹ۔ درخواست آتے ہی ویلیو پی ایبل روانہ ہو گا۔ باردانہ مصارف ڈاک ذمے خریدار۔

**آپ کا خادم حکیم محمد سراج الحق منیجر دلگداز کڑہ بزن بیگ خان لکھنؤ۔**

# عرض مصنف

"افسانۂ قیس" دراصل نہ کوئی مستقل رسالہ تھا اور نہ کوئی تصنیف - بلکہ کوئی ایسا مکمل مضمون بھی نہ تھا جو زیادہ وقعت کے قابل ہو - مدت ہوئی دلگداز کے کسی نمبر مین "مجنون عامری" کے عنوان سے ایک بالکل معمولی قسم کا مضمون شائع ہوا تھا جس مین نہ پوری تحقیق و تنقید سے کام لیا گیا تھا - اور نہ اسی بات کی کوشش کی گئی تھی کہ قیس مجنون کے کُل حالات جمع کردیے جائین مگر جب میرے مختلف چھوٹے چھوٹے مضامین کو ہندوستان کے اکثر مطابع نے بے پوچھے اور بے مشورہ لیے رسالون کی وضع مین چھاپنا اور بیچنا شروع کردیا تو آرے کے ایک مطبع نے اِس مضمون کو بھی ایک ۱۶ صفحے کا رسالہ بنا کے "افسانۂ قیس" کے نام سے شائع کیا - مگر اُس ناقص حالت مین بھی ملک نے اُس کی اتنی قدر کی کہ کئی بار چھپ چکا ہے - اور پھر بھی چھپے جاتا ہے - جب اس کی مانگ اِس قدر زیادہ ہوئی کہ خود دفتر دلگداز کو بھی اُس کے کچھ نسخے فراہم کر کے فروخت کرنا پڑے تو مجھے مناسب معلوم ہوا کہ قیس عامری کی لائف کو تکمیل کے ساتھ لکھ کے پبلک کی خدمت مین پیش کردون - چنانچہ مین نے اُس پہلی لائف کو کلیۃً منسوخ کر کے قیس کے حالات از سر نو جمع کیے - اور اُس پہلے مضمون پر چوگنے کے قریب اضافہ کر کے اسے از سر نو مرتب کیا - اور چونکہ ارادہ کرلیا تھا - کہ اپنی تمام کتابون

کے لائبریری ایڈیشن شائع کروں۔ لہٰذا اُس سلسلے کے واسطے سب سے پہلے اسی مختصر رسالے کو اختیار کیا۔ جس کی ضخامت اب تقریباً تین جزُ یعنی ۴۸ صفحوں کے ہو گئی تھی اور بڑے اہتمام سے عمدہ ولایتی چکنے کاغذ پر اور بہت ہی واضح مسطر پر طبع کیا گیا ہے اور لائبریری ایڈیشن کے نام سے جو کتابیں مطبع ہٰذا میں طبع ہو رہی ہیں یقین اُن سب کے لیے یہ رسالہ ایک مکمل نمونہ کا کام دے سکے۔ اب وہ ایڈیشن ختم ہو گیا یہ دوسرا ایڈیشن ۱۸-۲۲ تقطیع پر اُسی نفاست سے شائع کیا گیا۔ مگر افسوس ولایتی کاغذ فی الحال دستیاب نہ ہو سکا۔

۸ مارچ ۱۹۱۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# افسانۂ قیس

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

دنیا کی کسی زبان کا لٹریچر عشق کی چاشنی سے خالی نہین اور ہر ملک مین انشاپردازون کی زبان سے یہی تمنا سُنی جا رہی ہے کہ:-

خدا ہر دے تو سودا دے تری زلفِ پریشان کا
اور آنکھین ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا

یون تو کاملین فن ہر قسم کے واقعات و خیالات کے اظہار مین انشاپردازی کا کمال دکھا دیتے ہین۔ مگر جہان عشق کا تذکرہ آیا جادو نگارون کے قلم اور معجز بیانون کی زبانین خود بخود زور دکھانے لگتی ہین۔ اور اُن کے ہر ہر فقرے مین عجیب قسم کی سحر آفرینی کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر ہم جستجو کرین تو غالبًا دنیا کی کسی زبان کو اِس سے مستثنٰی نہ پائین گے۔ اِس سے زیادہ کیا ہوگا کہ اخلاقی مضامین مین دلچسپی پیدا کرنا ہوتی ہے تو وہ بھی عشق ہی کا رنگ چڑھا کے دلفریب بنائے جاتے ہین۔ اور شعرا تو خواہ ایشیا کے ہون یا یورپ کے۔ افریقہ کے ہون یا امریکہ کے حسن عالم آشوب کے بندے ہین۔ اور عشق ہی کو ہمیشہ اپنا دین و ایمان سمجھا کیے۔

عشق کے دیوتا "کیوپڈ" اور حسن کی دیوی "وینس" نے یونانی اور رومی لٹریچر ہی مین جان نہین ڈالی بلکہ ہر قوم اور ہر سرزمین کے مضمون آفرینون کو اپنے خیالات اور اپنی تحریرون کے پر اثر بنانے کے لیے عشق کے فرشتہ ہی سے مدد لینے کی ضرورت پیش آیا کی ہے۔ اور اسی ضرورت کے لیے وہ ایسے دو چار نامور عاشقون کو منتخب کرلیا کرتے ہین جن کے حالات اتنے دلچسپ اور اس قدر موثر ہوتے ہین کہ چاہے کتنی ہی بار اُن کا تذکرہ کیا جائے۔ سننے سے دل نہین اُکتاتا۔ اور ہر بار دلون پر ایک نیا اثر پڑجاتا ہے۔

هُوَ الْمِسْكُ مَا كَرَّرْتَهُ يَتَضَوَّعُ

اسی وجہ سے ہر زبان کے شاعرون اور ادیبون نے ایسے دو چار بیتابان عشق منتخب کرلیے ہین تاکہ ضرورت کے وقت اُن کے نامون سے برکت حاصل کیجائے۔ اور اُن کے جذبات سے فائدہ اٹھایا جائے۔ سنسکرت کے جادو بیانون نے نلدمن کی رام کہانی سُنائی۔ شعراے فارس نے شیرین و فرہاد کے تذکرے مین غزل خوانی کی فصحاے عرب نے لیلیٰ و مجنون کے واقعات مین اعجاز سخن کی کرشمہ سازیان دکھائین۔ غرض یونہین ہر زبان کے انشاپردازون نے اپنے لطف بیان کے لیے کسی نہ کسی عاشق خستہ جگر کو ضرور منتخب کرلیا ہے۔

لیکن اس قسم کے اور تمام عشاق کے واقعات تو اُسی زبان مین مروج ہین جس کے لٹریچر مین جان ڈالنے کے لیے وہ منتخب کیے گئے ہین۔ مگر عربی زبان نے چونکہ دُنیا کی بہت سی زبانون کو فتح کرلیا۔ اور اِس کامیابی سے فتح کیا کہ اُس کے محاورات اور خیالات بھی مفتوحہ زبانون کی رگ و پے مین سرایت کرگئے۔ لہذا عربی زبان کی اکثر شیلین بھی اُن خوشہ چین زبانون مین پوری

پوری مروج ہو گئین -

اسی سلسلے مین عربی لٹریچر کے عاشقانہ ہیرو مجنون عامری کا نام فارسی اور اُردو کی نظم و نثر کا بھی ایک زبردست عنصر بن گیا - لیکن بڑے تعجب کی یہ بات ہی کہ مجنون کے نام کو فارسی اُردو اور اسی قسم کی اور زبانون نے مشہور تو یہان تک کیا کہ اسلامی دنیا کا کوئی بچہ بھی شاید ایسا نہ ملے گا جو اس نام سے ناآشنا نکلے مگر اُس کے واقعات اور اُس کی زندگی کے حالات صحت اور تنقید کے ساتھ نہ کبھی فارسی مین بیان کیے گئے اور نہ کبھی اُردو مین -

غالباً ہمارے اِس دعوے پر بہت سے لوگ متحیر ہو جائین گے - اور اِسے ہماری ہی جہالت پر محمول کرین گے - کیونکہ جن لوگون نے فارسی مین نظامی ہاتفی - اور دیگر شعراے جادو بیان کی اور اُردو مین ہوس اور اور شاعرون کی وہ مثنویان دیکھی ہین جو "لیلی و مجنون" کے نام سے یاد کی جاتی ہین اُن کے دل مین خیال گزرے گا کہ یہ ہماری ہی کوتاہی ہے جو ہم نے اِن مثنویون کو نہ دیکھا اور الزام دے دیا - لیکن ہم نے اِن مثنویون کو دیکھا ہے - اور دیکھنے کے بعد بھی یہ کہتے ہین کہ اُس مرحوم عاشق عرب کے حالات مین کوئی کتاب نہین لکھی گئی -

واقعی یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ مجنون عامری کے اصلی حالات کو کلیۃً ترک کر کے ایسے ایسے غلط اور بے سروپا واقعات کو اُس بیچارے کی جانب منسوب کر دیا گیا - اور ایسی روایتون کو جو سرتاسر بے بنیاد ہین جمع کر کے ایک بڑا بھاری قصہ بنایا اور مجنون کے سر تھوپ دیا گیا جس کو اصلیت و حقیقت سے کوئی واسطہ نہین - اسی غلط کہانی کو دیکھ کے اگر ہم یہ کہین کہ مذکورہ مثنویون مین

جس شخص کا تذکرہ ہے وہ مجنون عامری نہین کوئی اور مجنون ہوگا تو بیجا و بے اصل نہوگا۔ اور اِس سے بھی زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ دیوان "مجنون" جو عربی مین متداول ہے۔ اور کئی بار چھپ کے شائع ہو چکا ہی اُس مین اشعار اگرچہ اکثر مجنون عامری اور لیلاے عامری ہی کے ہین مگر اکثر واقعات اُس مین بھی غلط اور بے اصل ہی بیان کیے گئے ہین۔

لہذا ہمین ہر حیثیت سے یہی نظر آتا ہے کہ مجنون و لیلی کی کی زندگیان تاریکی مین پڑی ہوئی ہین۔ اور کسی کو خبر نہین کہ جس مبتلاے عشق کا نام ہم روز سنا کرتے ہین۔ جس کا نام ہر ادنی و اعلیٰ کی زبان پر حسرت و افسوس کے ساتھ آیا کرتا ہے۔ اور جس کے جوش و خروش کو آج تک لوگ عشق کی بیتابیون اور بیقراریون کے ظاہر کرتے وقت ضرب المثل کی طرح تشبیہ مین پیش کیا کرتے ہین وہ اصل و حقیقت مین تھا کون؟ اور اُس کی سرگزشت کیا ہی؟

ہمارے دوستون نے اُسے دشت و در کی خاک چھانتے۔ جرس کاروان پر دوڑتے اور محمل لیلی کی تلاش مین خاک اُڑاتے بارہا دیکھا ہوگا۔ مگر اُس کی سچی تصویر کو جو مستند مؤرخین کے ذریعہ سے ہم تک پہونچی ہی وہ اِن چند اوراق پر ملاحظہ فرمائین۔ اور پہچانین کہ آیا وہی مجنون ہے جس سے اپنے شعرا کے تعارف کرانے سے وہ بارہا مِل چکے ہین یا کوئی دوسرا مجنون ہے؟

مجنون تو لقب تھا جو عشق کی از خود رفتگیون اور عقل و ہوش کو رخِ لیلے پر قربان کر دینے کی بدولت نصیب ہوا۔ اصلی نام مین بڑا اختلاف

ہی۔ بعض "عامر" بتاتے ہین۔ بعض "مہدی" بعض "اقرع" بعض "معاذ" اور بعض "قیس" کہتے ہین۔ اسی طرح اُس کے باپ کے نام مین بھی بڑا اختلاف ہے۔ کوئی "ابن بختری" کہتا ہے۔ کوئی "ابن جعدہ" اور کوئی "ابن الملوح" علی ہذالقیاس نسب اور قبیلہ کے متعلق بھی جھگڑا پڑا ہوا ہی۔ کسی کے نزدیک "کلابی" ہی کسی کے نزدیک "جعدی" ہی۔ کسی کی تحقیق مین قشیری" ہی۔ اور کسی کے خیال مین "عامری"۔ اصل یہ ہی کہ ابتدا ہی سے یہ کمی ہوئی کہ خاندانی حالات اور اُس کی ولادت و تربیت کے واقعات کی طرف توجہ نہین کی گئی۔ اور جب دنیا مین اُسے عشق مین شہرت و ناموری حاصل ہوجانے کے بعد لوگون کو جستجو ہوئی تو یہ معاملہ پیش آیا ع شد پریشان خواب من از کثرتِ تعبیرہا۔ غور و تحقیق کے بعد زیادہ صحیح اور قرین قیاس یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ "قیس بن ملوح عامری ہے"۔

بعض لوگون نے اُس کی نسبت مشہور کر دیا ہی کہ جناب امام حسن رضی اللہ عنہ کا رضاعی بھائی تھا۔ مگر یہ ایک دھوکا ہے جو غالبًا نام کے التباس سے ہو گیا۔ کیونکہ جناب سبط اکبر کا رضاعی بھائی ایک دوسرا قیس تھا۔ جو بنی عذرہ مین سے تھا۔ قیس بن ذریح کے نام سے مشہور تھا اور بنی کعب کی ایک لڑکی لبنیٰ بنت حباب کے عشق مین مبتلا تھا چنانچہ ہم نے اُس کے صحیح صحیح حالات ہم اپنے ناول "قیس و لبنیٰ" مین بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر چکے ہین۔

ہمارے اس قیس یعنی مجنون عامری کے والد ملوّح شرفاے عرب مین سے تھے۔ دولتمند اور صاحب اثر تھے۔ اور اپنے قبیلۂ بنی عامر کے سردار اور شیخ تھے۔ قیس کے علاوہ اُن کی اور بھی اولادین

تھین۔ مگر اُن کا پیارا اور لاڈلا بیٹا قیس ہی تھا۔ اس لیے کہ اس کے ساتھ اُنھین خاص قسم کا اُنس تھا۔ اور شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ قیس اپنے تمام ہم عمرون مین زیادہ خوش رُو اور ایک جوان رعنا تھا۔ گورا چٹا گھونگر والے بال۔ کشیدہ قامت۔ بھاری بھر کم۔ اور توانا و تندرست تھا۔ خوبصورتی کی مناسبت سے دولتمند باپ اُسے کپڑے بھی بہت اچھے پنھاتا۔ اور ہمیشہ بنائے چنائے رکھتا۔ اِنھین باتون نے اُسے باپ کی نظر مین عزیز اور عاشق باپ کا لاڈلا بیٹا بنایا۔ اور یہی چیزین غالباً اُس کے مبتلائے عشق ہونے کا بھی ذریعہ ہوئین۔

قیس کے حالات مین سوا اُس کے عشق و جنون کے اور کوئی بات نہین بیان کی گئی ہے۔ اور غالباً کوئی اہم اور بیان کرنے کے قابل بات ہوگی بھی نہین کیونکہ وہ اُن لوگون مین ہے جو حُسن پر جان فدا کرنے اور عشق کا جوش دکھانے ہی کے لیے دنیا مین آئے تھے۔ اگر کسی بُت پرست قوم کے ابتدائی عہد مین وہ ہوتا تو یقیناً عشق کا دیوتا تسلیم کر لیا جاتا۔ اِس لیے کہ کیوپڈ اور دوسرے دیوتا جن کی جانب عشق منسوب کیا جاتا ہے ویسے جذبات عشق ہرگز نہ ظاہر کرسکے ہون گے جیسے کہ ہمارے اِس اسلام کے عہد اولین کے عاشق عرب سے ظاہر ہوئے۔

اُس کی ولادت و وفات کا کوئی خاص سنہ تو نہین بتایا جاسکتا مگر وہ اُس زمانہ مین تھا جب دنیا مین صحبت یافتگان رسالت کثرت سے موجود تھے۔ اور اگر اُس کے ذریعہ سے کوئی روایت حدیث کسی کو ملی ہوتی تو وہ بیشک تابعین مین شمار کیا جاتا۔ اور یقیناً وہ تابعی تھا۔ کیونکہ فیاض و بُردبار عرب جناب معویہ کے عہد سے لے کے مروان اور عبدالملک بن مروان کے زمانے تک اُس کے دنیا مین موجود ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ قطع نظر اس کے

وہ دوسرے عاشق عرب قیس بن ذریح عذری کا معاصر بھی تھا۔جس کی نسبت ہم بتا چکے ہین کہ حضرت امام حسنؓ کا رضاعی بھائی تھا۔اِس سے بھی ہمارے اِس قیس عامری کا زمانہ معین کیا جا سکتا ہے۔

عشق اور شیفتگی کے لیے اُس نے قیس عذری کی طرح کسی دوسرے قبیلے کی لڑکی کو نہین منتخب کیا بلکہ خود اپنے قبیلے کی ایک بنت عم (اس سے مراد خاص سگے چچا کی بیٹی نہین۔بلکہ عرب مین اپنے قبیلے کی ہر لڑکی بنت عم کہی جاتی ہی) لیلی بنت مہدی عامریہ کے رخ زیبا کا فریفتہ ہو گیا۔جس کی کنیت ام مالک تھی۔

اس بارۂ خاص مین کہ قیس لیلی پر کب اور کیونکر عاشق ہوا۔دو مختلف بیانات ہین۔ایک تو یہ کہ بچپن سے دونون کا کھیلنے کودنے۔ بھرنے پھرانے اور اپنے قبیلے کی بھیڑیان چرانے مین ساتھ تھا۔اور بچپن ہی مین کسی قسم کا شعور ہونے سے پہلے ہی مجنون لیلیٰ کا عاشق اور اُس کی زلف گرہگیر کا اسیر تھا۔اور یہ حالت تھی کہ ع کھیل کھیلے تو عشق بازی کا۔خود اُس کے اشعار سے بھی اِس کی تصدیق ہوتی ہی۔چنانچہ کہتا ہے۔

تعشقتُ لیلیٰ وھی غِرٌّ صغیرۃٌ　　وکنتُ ابن سبعٍ بلغتُ الثمانیا عہ

یا کہتا ہے:-

تعلّقتُ لیلیٰ وھی ذاتُ تمائمٍ　　ولم یبدُ للاتراب من ثدیھا حجمٌ عہ

صغیرین نرعی البُھمَ یا لیتَ اننا　　الی الیوم لم نکبر ولم تکبرِ البھمُ

---

عہ لیلیٰ پر مین اُس زمانے مین عاشق ہوا جبکہ وہ گوری گوری اور ننھی سی تھی۔اور مین سات برس کا بچہ تھا۔ابھی آٹھوان نہین لگا تھا۔

عہ۔(۱) مین نے لیلی سے دل لگایا جبکہ وہ تعویذ پہنے ہوے تھی۔اور سینہ پر ہنوز چھاتیان نہین نمودار ہوئی تھین (۲) ہم دونون ننھے ننھے تھے بھیڑیان چراتے تھے۔کاش آج تک نہ ہم بڑے ہوے ہوتے اور نہ وہ بھیڑیون کے بچے بڑے ہوئے ہوتے۔جنھین ہم چراتے تھے۔

غالباً اُس کے اِس بچپن کے عشق کے خیال ہی نے طرح طرح کے قصے مشہور کر دیے ہین جو عوام کی زبان در کنار بڑی بڑی نظمون اور کتابون مین بھی درج ہو گئے۔ اور اسی سلسلے مین مکتب لیلیٰ مشہور ہو گیا جس مین کہا جاتا ہے کہ مجنون و لیلیٰ ساتھ بیٹھ کے پڑھتے اور دل ہی دل مین عشق بازی کا سبق لیا کرتے تھے۔

بیروت مین قیس کا ایک دیوان جدید ترتیب سے اور پہلے متداول دیوان سے زیادہ دلچسپ بنا کے شائع کیا گیا ہے اُس مین اِن دونون کے معصومانہ عشق کا یہ نہایت ہی موثر واقعہ مذکور ہے کہ لیلیٰ اور قیس کے مکان پاس پاس تھے۔ اور دونون گھرون مین یکجہتی و محبت کے تعلقات قائم تھے۔ ایک دن قیس کے گھر مین کچھ مہمان آئے ہوئے تھے اور گھر مین گھی نہ تھا۔ ماں نے قیس سے کہا "بیٹا جا کے لیلیٰ کی ماں سے تھوڑا گھی تو قرض لے آؤ"۔ قیس چھوٹی مٹیا لے کے لیلیٰ کے گھر گیا اور اُس کی ماں سے گھی مانگا۔ لیلیٰ کی ماں نے لیلیٰ سے کہا "بیٹی تھوڑا گھی لا کے مجنون کو دیدو"۔ لیلیٰ ماں کے حکم سے گھی کی مٹکی اُٹھا لائی۔ قیس نے اپنی مٹیا نیچے کی اور لیلیٰ نے اپنی مٹکی اوپر کر کے جھکائی۔ اب گھی قیس کی مٹیا مین اُنڈل رہا تھا۔ گر دونون کی آنکھین اپنے اپنے ظرف کی طرف ہونے کے بجاے ایک دوسرے کے چہرے پر جمی ہوئی تھین۔ اور دونون محو دیدار یار تھے۔ یہان تک کہ گھی مجنون کی مٹیا مین بھر کے چھلکنا اور بہنا شروع ہو گیا۔ حُسن و عشق کی کرشمہ سازیون کا یہ دلچسپ سین کہ گھی زمین پر گرتا چلا جاتا ہے اور دونون کی معصومانہ نگاہین ایک دوسرے کے چہرے پر جمی ہوئی باغ حُسن کی خوشہ چینی کر رہی ہین تھوڑی ہی دیر قائم رہا تھا کہ لیلیٰ کی ماں کی نظر اُٹھ گئی۔ اور اُسے دیکھتے ہی ایک سناٹا سا ہو گیا۔ آخر اُس کے ٹوکنے سے دونون بچون کو ہوش آیا۔ لیلیٰ تو ہوش آتے ہی گھبرا کے مٹکی رکھنے کے بہانے کوٹھری مین گھس گئی۔ اور قیس دم بخود تھا کہ لیلیٰ کی ماں نے

کہا "بھیا تم اب یہان نہ آیا کرو۔ اور اب اِس کے بعد لیلیٰ تم سے پردہ کرے گی"۔ یہ واقعہ اِس قدر دلچسپ ہی کہ اگرچہ معتبر روایات سے ثابت نہین ہوتا مگر جی یہی چاہتا ہی کہ سچا ہو۔ مگر محققین کو قیس کے عشق طفولیت کے اُن کے تمام واقعات کے قبول کرنے مین تامل ہی۔ اور خود قیس نے اپنے اشعار مین جو اپنا بچپن کا عشق ظاہر کیا ہو اُس کی نسبت وہ کہتے ہین کہ اُن مین اُس کا مقصود اپنے عشق کا قدیمی اور فطری ہونا ظاہر کرتا ہی جیسا کہ اکثر شعرا کا معمول ہوا کرتا ہے نہ یہ کہ حقیقت حال یا اپنے بچپن کے سچے واقعات کا بیان کرنا مقصود ہو۔

محققین کے ذریعے سے ہمین جو حالات معلوم ہوے ہین یہ ہین کہ قیس کو عشق سے پہلے بھی کچھ تھوڑی سی سنک تھی۔ مگر جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہین شکل صورت کے لحاظ سے بڑا ہی خوش رو اور طرحدار اور وضع قطع کی حیثیت سے نہایت ہی بانکا ترچھا جوان تھا۔ اور بہت ہی اچھے کپڑے پہنا کرتا تھا۔ ایک دن اِس دھج سے آپ اپنے گھر سے نکلے کہ دو بھاری اور شاہانہ ٹھاٹھ کی قبائین جسم پر تھین۔ اور ایک نہایت خوبصورت اُونٹنی زیر ران تھی۔ عرب کی شوخ و آزاد لڑکیون کے پھسلانے کے لیے یہ دھج بہت کچھ موثر ہو سکتی تھی۔ اور غالباً فطری عشق کی گدگدی نے گھر سے نکالا بھی اسی غرض کے لیے تھا۔ اپنے قبیلے کے خیمون کی قطار دن کے سامنے گذرتے گذرتے آپ کا ایک ایسے خیمے کے سامنے گذر ہوا۔ جس مین قبیلے کی ایک حسین لڑکی جس کا نام کریمہ تھا اپنی چند ہمجولیون کے ساتھ بیٹھی باتین کر رہی تھی۔ اور اُس کی اُنھین ہمجولیون مین لیلیٰ بھی تھی۔

قیس کے حسن و جمال اور اُن کی بانکی دلفریب وضع کا جادو اُن لڑکیون پر چل گیا۔ سبھون نے روک کے کہا "آؤ دم بھر ہمارے پاس بیٹھ کے باتین کر دو"۔ یہ تو اِس تاک مین نکلے ہی تھے۔ اُتر پڑے۔ اور مزے مین جو آئے تو اپنے ہمراہی خادم کو

حکم دیا کہ میری اوٹنی ذبح کر کے پکا۔ غرضکہ دن ہنسی مذاق اور لطف صحبت مین گزرا۔ اور سب نے اونٹ کے کباب بڑے شوق کے ساتھ خوب سیر ہو کے کھائے۔ اب وقت آخر ہو چلا تھا کہ اتفاقاً منازل نام بنی عامر کا اور ایک نوجوان اپنی بکریون کو ہنکاتا ہوا آ گیا۔ اُس کی صورت دیکھتے ہی سب لڑکیان اپنے گھونگرو بجاتی ہوئی اُس کی طرف لپکین اور اُن کی یہ حرکت قیس کے دل پر تیر سی لگی۔ برہم ہو کے اُٹھ کھڑے ہوے۔ اور چند اشعار پڑھتے ہوے چل دیے جن کا مطلب یہ تھا کہ "واہ واہ واہ! مین نے اپنی اونٹنی اسی لیے ذبح کی تھی کہ میرے وصل مین منازل شریک ہو؟ اُس کی صورت دیکھتے ہی سب کی سب چھن چھن چھن چھن کرتی ہوئی چل دین۔ اور جب مین آیا اُس وقت ایک کا گھونگرو بھی نہ بجا۔"

اس صحبت مین اور سب باتین تو دلگی مین ٹل گئین مگر غریب لیلیٰ تیر عشق کا نشانہ بن گئی۔ اُس کے دل پر قیس کے حسن نے پورا قبضہ کر لیا۔ خود قیس کو تو اُس کا خیال بھی نہین ہوا۔ مگر وہ اِن کی محبت مین پریشان و بیتاب ہو گئی۔ یہ اپنے گھر چلے آئے اور اُس کی رات اپنے گھر مین خدا جانے کس بیقراری اور اُلجھن مین کروٹین بدلتے اور تارے گنتے گذری۔

دوسرے دن میان قیس کو کل کی باتین یاد آئین۔ اور پھر اُسی شان اور آن بان سے وہی شاہانہ لباس پہن کے دولھا بنے ہوے دوسری اونٹنی پر سوار ہوے۔ اور پھر بنی عامر کے خیمون مین چکر لگانا شروع کیا۔ پھرتے پھرتے لیلیٰ کے خیمے کے پاس پہونچے وہ اپنے خیمے مین دو ایک ہمجولیون کے ساتھ بیٹھی دل بہلا رہی تھی۔ کہ اُس کی صورت دیکھ کے قیس نے اپنی اونٹنی ٹھہرائی اور صاحب سلامت کی۔ لیلیٰ نے اپنی ہمجولیون سے اشارہ کیا کہ اُن سے کہو "بیٹھیے دم بھر لطف صحبت اُٹھائین" پھر لیلی ہی کے کہنے سے ایک لڑکی نے

پوچھا، "کیون صاحب آپ کا ایک ایسی عورت سے باتین کرنے کو جی چاہتا ہی جو آپ کو چھوڑ کے نہ منازل کی طرف متوجہ ہو اور نہ کسی اور طرف؟" کل کی بات میان قیس کے دل سے تو لگی ہی ہوئی تھی۔ سُن کے بہت خوش ہوے۔ اور یہ کہتے ہوے اونٹنی کی پیٹھ سے اُتر پڑے کہ "ہان ہان خدا کی قسم یہی چاہتا ہون۔"

بعض لوگ کہتے ہین کہ قیس کل ہی کی صحبت مین لیلی پر حد سے زیادہ فریفتہ ہو گیا تھا۔ اور دونون سینون مین ایک ساتھ اور ایک ہی وقت عشق کا چراغ روشن ہو گیا تھا۔ اور یہ واقعات جو اِس دوسرے دن کی صحبت کے ہم بیان کر رہے ہین پہلے ہی دن پیش آئے تھے۔ بہر تقدیر اب میان قیس اونٹنی سے اُتر کے صحبت مین آئے تو نظر پُر آرزو لیلی کے چہرے پر سے ہٹتی ہی نہ تھی۔ لیلی نے چاہا بھی کہ اُن کے خیالات کو اور باتون کی طرف مصروف کرے مگر یہ بات اب نہ لیلی کے بس کی تھی اور نہ قیس کے بس کی۔

کچھ دیر شریکِ صحبت رہ کے قیس نے پوچھا، "کچھ کھانے کو بھی ہی؟" لیلی نے کہا "یہان کیا ہو گا؟ کچھ بھی نہین۔" آپ نے جھٹ لپک کے اپنی اونٹنی ذبح کر ڈالی اور اُس کے گوشت کے پارچے کاٹ رہے تھے کہ لیلی اِن کی محنت بٹا لینے کے لیے پاس آئی کہ کچھ گوشت وہ بھی کاٹ دے۔ اُس کے آنے سے آپ کا یہ عالم ہوا کہ نظر بار بار اُسکے رُخِ زیبا کی طرف متوجہ ہو جاتی۔ اور آپ بجاے گوشت کے خود اپنا ہاتھ کاٹ کاٹ لیتے۔ حُسنِ یوسف سے محوِ حیرت ہو کے زنانِ مصر نے تو اپنے ہاتھ کاٹ ہی لیے تھے۔ اور یہان تھوڑی دیر مین ایک ہی ہاتھ مین بیسون چرکے لگ گئے۔ یہان تک کہ ایک بار ایسی گہری چھری پڑی کہ ہاتھ مین فصد سی کھل گئی۔ یہ دیکھ کے لیلی نے چھری ہاتھ سے چھین لی۔ مگر واہ ری بیخودیِ عشق! اُنھین خبر نہ تھی کہ کیا ہو گیا!

خیر لیلی اور اُس کی ہمجولیون نے باقی ماندہ گوشت کو کاٹ کاٹ کے درست کیا۔ اب آپ نے پوچھا "تم بھونا ہوا گوشت پسند کرتی ہو؟" لیلی بولی "ہان"

آپ نے جھٹ کوئے دہکا کے گوشت بھوننا شروع کیا۔ گوشت کے چند ٹکڑے دیر تک ایک ہی حالت سے آگ پر پڑے رہے تو لیلیٰ کی زبان سے نکلا "دیکھنا یہ گوشت ہوگیا یا نہین" آپ نے جھٹ آگ مین ہاتھ ڈال دیا۔ گوشت کو اُلٹا پلٹا گر اِس بے احتیاطی کے ساتھ کہ گوشت کے ساتھ آپ کی انگلیان بھی جل بھُن کے کباب ہوگئین۔ آپ کو تو اِس کی خبر بھی نہ ہوئی۔ گر لیلیٰ نے دیکھا۔ گھبرا کے اُن کا ہاتھ آگ سے نکالا۔ اور اپنی اوڑھنی پھاڑ کے اُسے باندھ دیا۔

الغرض قیس کا پہلا مکتب عشق یہ تھا۔ جس مین ایک ہی دن ورس لے کے نکلے تو زندگی بھر کے لیے دل مین لیلیٰ بسی ہوئی تھی۔ اور اُس کے عشق کا دم بھر رہے تھے۔

اگرچہ عشق کا جوش دونون دلون مین زور وشور پر تھا۔ گر لیلیٰ عورت ہونے کی وجہ سے ضابط تھی۔ اور اپنے جوش کو عصمت وشرافت کے دامن مین چھپائے رہتی تھی۔ گر قیس کی بیتابیان روز بروز عالم آشکارا ہوتی جاتی تھین۔ تاہم لیلیٰ کو ابھی اُس کے سچے دلی لگاؤ کا یقین نہ تھا۔ اِسی شبہ کے دور کرنے کے لیے اُس نے ایک دن قیس کا امتحان اِس طریقے سے کیا کہ اُس سے باتین کرتے کرتے ایک اور نوجوان قبیلہ کو بُلا کے اُس کی طرف متوجہ ہوگئی۔ دیر تک اُس سے چُپکے چُپکے باتین اور سرگوشیان کرتی رہی۔ اور قیس کی طرف سے مُنھ پھیر لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جو دیکھتی ہے تو قیس کی حالت متغیر ہے۔ چہرہ زرد اور اُترا ہوا ہے۔ اور آنکھون سے جوش رقابت کے شعلے نکل رہے ہین۔ یہ دیکھ کے لیلیٰ کو یقین آگیا کہ یہ سچا عاشق ہے۔ اور نہایت جوش کے ساتھ اُس نے یہ شعر پڑھا۔

كلانا مظهرٌ للناسِ بغضاً ع۵ ۝ وكلٌّ عندَ صاحبهٖ مكين

ع۵ ہم دونون کا یہ عالم ہے کہ سب لوگون سے بغض رکھتے ہین اور ہم دونون ایک دوسرے کے دل مین بسے ہوئے ہین۔

اب قیس کی یہ حالت تھی کہ بیتابی دل روز بروز بڑھتی ہی جاتی تھی۔ اور صبر و سکون رخصت ہوتے جاتے تھے۔ جوش عشق نے شاعری اور خیال آفرینی کا مادہ حد سے زیادہ بڑھا دیا تھا۔ جب بیٹھ جاتا بیسیون شعر کہہ ڈالتا۔ اور اُٹھتے بیٹھتے ہر حالت و کیفیت مین شعر خوانی ہی سے کام تھا۔ اپنا پرایا کوئی ہو جس بات کو پوچھتا یا جس بات کا مشورہ دیتا اُسے نظم ہی مین جواب ملتا۔

یہانتک کہ قبائل عرب مین قیس کے عشق کی شہرت ہونے لگی۔ اور اُس کے اشعار جو سچے جوش دلی اور سوز دردونی کی خبر دیتے تھے عام لوگون کی زبانون پر جاری ہو گئے۔ اس بات نے لیلیٰ کے اعزہ کو اور برہم کیا۔ وہ شادی کر دیتے۔ کیونکہ قیس شریف اور ہم قبیلہ تھا۔ اور اُن کے سردار اور شیخ کا بیٹا تھا مگر خرابی یہ تھی کہ اہل عرب کے رسم و رواج کے مطابق اُس شخص سے بیٹی کا عقد کرنا بڑی بےعزتی کی بات تھی جس نے شادی سے پہلے لڑکی پر عشق ظاہر کر دیا ہو۔ اسی مجبوری سے معلوم ہوتا ہے کہ لیلیٰ کے ان باپ نے لیلیٰ کو ساتھ لے کے ارض نجد کے کسی اور حصے مین سکونت اختیار کر لی کہ اِس عذاب سے پیچھا چھوٹے۔ اور اُن کے لیے یہ کوئی دشوار بات بھی نہ تھی اِس لیے کہ بدوی قبائل عرب کا معمول ہی یہ تھا کہ آج یہان ہین اور کل وہان۔ جہان کی آب و ہوا پسند آئی چندروز ٹھہرے۔ اور جب وہان سے جی اکتایا آگے کی راہ لی۔ مگر اِس علیحدگی پر بھی قیس در جانان کی سیر کرنے سے باز نہ آتا۔ گھر مین آنے کی پہلے ہی ممانعت ہو چکی تھی۔ اب اُس سے کہا گیا کہ "خبردار تم ہمارے خیمون کے پاس اور ہماری آبادی کے اندر بھی نہ آیا کرو"

اتفاقاً بنی عامر کی کسی عورت سے خاندان قریش کے ایک شخص نے

شادی کی تھی۔ اور اُس کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جو لیلیٰ کے مکان کے قریب ہی رہتی تھی۔ قیس سے اُس لڑکی سے ملاقات تھی۔ اور اُس کی ملاقات کے بہانے خاندان لیلیٰ مین اکثر آتا۔ اُس لڑکی سے ملتا۔ اور لیلیٰ کے حالات دریافت کر کے چلا جاتا۔ اِس کی خبر لیلیٰ کے اعزہ کو پہونچی تو اُنھون نے اُس لڑکی کے پاس جا کے اُسے بہت ڈانٹا۔ اور ڈرایا دھمکایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُس روز شام کو جو قیس اُس کے پاس گیا تو اُس نے یہ کیفیت اور اپنی مجبوری ظاہر کر کے کہا "اب آپ میرے یہان نہ آیا کیجیے۔ آپ کا کچھ نہ بگڑے گا۔ اور مین قبیلے سے نکال دی جاؤن گی"۔ اب یہ راستہ بھی بند ہو گیا۔ مگر سوزش دل کسی طرح چین نہین لینے دیتی تھی۔ اور ممکن نہ تھا کہ بغیر کوئی یار مین سگئے دل کو سکون ہو۔ لہٰذا اب یہ معمول تھا کہ جب اندھیرا ہوتا۔ لوگ سو جاتے۔ اور ہر طرف سناٹا طاری ہوتا اُس وقت قیس لیلیٰ کے مکان کے قریب جاتا اور رخ جانان کے عوض در جانان کی زیارت سے دل کو تسلی دے کے واپس چلا آتا۔

آخر یہ راز بھی افشا ہوا۔ اور لیلیٰ کے عزیزون کو یہ بھی گوارا نہ ہوا۔ تب اُنھون نے جا کے دربار خلافت مین شکایت کی کہ قیس ہماری لڑکی کی آبروریزی کی در پے ہے اور ہزار سمجھاؤ نہین مانتا۔ اور قبیلے کے اندر آنا نہین ترک کرتا۔ اُن دنون مروان بن حکم کی چند روزہ خلافت تھی۔ اُس نے اپنے عامل اور والی کو لکھ بھیجا کہ اگر اب قیس لیلیٰ کے خیمہ کے قریب یا اُس کے قبیلے کی آبادی مین نظر آئے تو اُس کا خون حلال ہے۔ بلا تامل قتل کر ڈالا جائے۔

اب یہ راستہ بھی بند ہوا تو مجنون کی یہ حالت کہ ہاتھ جانے لگا گریبان تک

وحشت دلی بعض بعض اوقات جنون کی شان دکھانے لگی۔ لیلیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام زبان پر نہ آتا اور اُس ذکر کے سوا اور کسی کا ذکر نہ کرتا۔ بس لیلیٰ تھی۔ اور وہ تھا۔ اور لیلیٰ کے سوا دنیا و ما فیہا سے مطلب نہ تھا۔

یہ باتیں سُن سُن کے لیلیٰ کی بیتابی بھی بڑھتی جاتی تھی۔ اگرچہ وہ ضبط اور صبر کرتی اور دل ہی دل میں کُڑھا کرتی تھی۔ قیس تو اِدھر اُدھر جا کے نالہ و شیون کر کے رو پیٹ کے بخارات درونی کو نکال بھی ڈالتا تھا۔ مگر غریب لیلیٰ زبان سے اُف بھی نہ نکال سکتی تھی۔ ع گھُٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے۔ آخر حد سے زیادہ ضبط نے اُسے بیمار ڈال دیا۔ اور بخار آنے لگا۔ اصل یہ ہے کہ اُسے قیس کی تباہی و بربادی کا بڑا ہی صدمہ تھا۔ اور اُس کے نازک دل پر ہر وقت ایک کوفت رہا کرتی تھی۔

اُنھیں دنوں اتفاقاً قیس کے قبیلے کا ایک شخص کسی ضرورت سے لیلیٰ کے قبیلے کی طرف جا رہا تھا۔ اُس نے چلتے وقت قیس سے کہا میں تمھاری معشوقہ کے وہاں جاتا ہوں کچھ کہو گے؟ سُنتے ہی بہت خوش ہوا۔ اور کہا ہاں کہوں گا۔ تم وہاں پہونچ کے کسی ایسے مقام پر جا کے کھڑے ہونا جہاں سے تمھاری آواز لیلیٰ کے کانوں تک پہونچ سکتی ہو۔ اور اتنی آواز سے کہ وہ سُن لے یہ شعر پڑھ دینا۔

اللہ یعلم ان النفس قد ھلکت ¦ بالیأس منک ولکنی اُمنیھا ع۵

وہ شخص وہاں گیا۔ اور ایک بار جب کہ لیلیٰ کے خیمے میں اور کوئی نہ تھا موقع پا کے اُس کے خیمے کے سامنے کھڑے ہو کے یہ شعر بلند آواز سے پڑھ دیا۔

---

ع۵۔ خدا علیم ہے کہ یہ نفس اُن تکلیفوں سے ہلاک ہو گیا جو تیری بدولت پہونچ رہی ہیں لیکن اِسے کیا کروں کہ مجھے اُن (مصیبتوں) کی تمنا ہے

لیلیٰ وہ شعر سنتے ہی بیتاب ہو کے باہر نکل آئی۔ اپنی بدقسمتی پر پھوٹ پھوٹ کے رو لی۔ اور کہا "تم واپس جا کے اُسے میرا سلام پہونچانا۔ اور اِس کے بعد اُسے یہ دو شعر سُنا دینا۔

نَفْسِیْ فِدَاؤُکَ لَوْ نَفْسِیْ مَلَکْتُ اِذًا ۔۔۔ مَا کَانَ غَیْرُکَ یَجْزِیْھَا وَیُرْضِیْھَا[۱]

صَبْرًا عَلیٰ مَا قَضَاہُ اللّٰہُ فِیْکَ عَلیٰ ۔۔۔ مَرَارَۃٍ فِیْ اِصْطِبَارِیْ عَنْکَ اُخْفِیْھَا

جب قبیلے والون نے قیس کی بیتابیان دیکھین۔ اور اُس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ لیلیٰ کا باپ بیٹی دینے پر کسی طرح راضی نہین ہوتا۔ اور قیس کا درد لاعلاج ہو گیا ہے۔ تو قبیلے کی خوبصورت خوبصورت لڑکیان جمع ہو کے قیس کے پاس آئین اور کہا "آخر لیلیٰ مین کیا رکھا ہے جو اُس کے لیے تم اِس قدر دیوانے ہو رہے ہو؟ وہ بھی آدمی ہی ہے۔ اور ہم کو بھی خدا نے حُسن و جمال دیا ہے۔ ہم مین سے کسی لڑکی پر تم کیون نہین عاشق ہو جاتے؟" جواب مین قیس نے ایک ٹھنڈی سانس لے کے کہا "دل قابو مین ہوتا تو یہی کرتا۔ مگر افسوس اِس ظالم پر زور نہین چلتا"۔ اُنھون نے پوچھا "اچھا بتاؤ تمھین لیلیٰ کی کون سی ادا اچھی معلوم ہوتی ہے؟" کہا "اُسکی سب ہی چیزین اچھی ہین۔ لڑکیون نے کہا "اچھا اُسکی خوبیان بیان کرو"۔ قیس نے جوش مین آ کے نظم مین لیلیٰ کا سراپا بیان کرنا شروع کر دیا جس کا پہلا شعر یہ ہے:-

بَیْضَاءُ خَالِصَۃُ الْبَیَاضِ کَاَنَّھَا ۔۔۔ قَمَرٌ تَوَسَّطَ جُنْحَ لَیْلٍ مُبْرَدِ[۲]

---

[۱] میرا نفس تم پر قربان ہو جائے۔ کاش مین اپنے نفس کی مالک ہوتی تو تمھارے سوا اور کوئی نہ اُس کی حاجت روائی کر سکتا اور نہ اُسے راضی کر سکتا (۲) تمھارے فراق کی تلخی کے برداشت کرنے پر جو خدا نے میری قسمت مین لکھ دی ہے اور جسے مین چھپاتی رہتی ہون بس صبر ہی کرنا چاہیے۔

[۲] گوری ہے اور خوب کھلتی ہوئی گوری رنگت گویا کہ چاند ہے جو ایک ٹھنڈی رات مین آسمان کے بیچون بیچ مین چمک رہا ہے۔

آخر اُن لڑکیون کا بھی کچھ زور نہ چلا۔ اور ناکام واپس گئین۔

ایک بار قیس چند رفیقون کے ساتھ سفر مین جا رہا تھا۔ ایک مقام پر پہونچ کے ایک دوراہہ ملا۔ ایک راستہ تو سیدھا منزل مقصود کو گیا تھا۔ اور دوسرا ذرا چکر کھا کے جدھر سے ایک منزل زیادہ پڑتی اور ایک دن بعد پہونچنے کی امید تھی۔ مگر یہ راستہ قبیلۂ لیلیٰ کے قریب سے ہو کے گزرا تھا۔ ساتھیون نے سیدھے راستے پر قدم رکھا تھا کہ قیس ٹھہر گیا اور کہا "مین تو ادھر سے (دور کے راستے سے) جاؤن گا۔ ادھر چلو تو چلو ورنہ مین واپس چلا جاؤن گا۔ اس کوئے لیلی والے راستے کے ہوتے دوسرے راستے پر قدم رکھون محال ہے"۔

علاقۂ وادی النعمان مین دو پہاڑیان ہین جو سلمیٰ اور آجا کے نام سے شہرت رکھتی ہین۔ چند رفیقون کے ساتھ قیس کا ایک بار اُدھر سے بھی گزر ہوا۔ پہونچتے ہی ہم سفرون سے کہا "ایک زمانہ مین لیلیٰ یہان سے قریب ہی رہتی تھی۔ بھلا بتاؤ تو سہی کہ اُس فرودگاہ لیلی سے یہان کون سی ہوا آتی ہے؟"، لوگون نے بتایا کہ "باد صبا کے جھونکے اسی طرف آیا کرتے ہین"۔ یہ سنتے ہی وہان بیٹھ گیا۔ اور قسم کھا گیا کہ جب تک باد صبا کے جھونکے نہ آئین گے اپنی جگہ سے نہ ہلون گا۔ لوگون نے ہزار سمجھا بجھا کے لے جانا چاہا مگر ایک نہ سنی آخر رفیقون نے اُسے وہین چھوڑ کے اپنی راہ لی۔ مگر چلے جانے کے بعد پچھتائے۔ اور تین دن کے بعد واپس آ کے دیکھا تو آپ اُسی جگہ بیٹھے ہوے ہین۔ اب وہ لوگ بھی اُن کے ساتھ یہان ٹھہر گئے۔ کئی روز کے بعد باد صبا کے جھونکے آنا شروع ہوے۔ اور چونکہ اُسی طرف جدھر سے وہ جھونکے آتے تھے دونون پہاڑیان سلمیٰ اور آجا واقع تھین۔ قیس نے اُن کی طرف

خطاب کر کے یہ شعر پڑھا۔

اَیَا جَبَلَی نُعْمَانَ بِاللّٰہِ خَلِّیَا ۔ نَسِیْمَ الصَّبَا یَخْلُصْ اِلَیَّ نَسِیْمُہَا

اب لیلیٰ کی یہ حالت تھی کہ دل ہی دل مین پریشان تھی۔ ایک طرف دل کی گھبراہٹ اور بیقراری چین نہ لینے دیتی۔ دوسری طرف سادگی اور بھولے پن سے اُسے اِس بات پر حیرت تھی کہ مجھ مین کیا رکھا ہے جو قیس میرے لیے اِس قدر حیران ہے اور اپنے آپ کو ہلاک کیے ڈالتا ہے۔ سب طرف سے مایوسی ہی مایوسی ہے۔ میرے ماں باپ اُس کی جان کے درپے ہین۔ اعزا واقارب اُس کے خون کے پیاسے ہین۔ زندگی عذاب ہو رہی ہے۔ اور پھر بھی مجھ سے دست بردار نہین ہوتا۔ اِنھین فکرون مین اُسے بخار آنے لگا تھا۔ اور اندر ہی اندر گھلی جاتی تھی۔ ایک دن اپنی ایک پڑوسن کے گھر مین گئی۔ کپڑے اُتار کے نہائی۔ اور نہاتے نہاتے جو کچھ خیال آیا تو اپنے ہاتھ پاؤن اور سارے بنڈے کو غور سے دیکھ کے آپ ہی آپ کہہ اُٹھی "ابن ملوح (قیس) کی یہ شامت ہی تو ہے جو مجھ پر عاشق ہو گیا ہے۔ مین تو اِس قابل نہ تھی پھر اپنی پڑوسن سے قسم دلا کے پوچھا "سچ سچ کہنا۔ وہ جو میرے حسن کی اِس قدر تعریف کرتا ہے سچی تعریف ہے۔ یا جھوٹی؟" پڑوسن نے کہا وہ جھوٹی تعریف نہین کرتا۔ تم ویسی ہی صاحب جمال ہو جیسا کہ وہ تمھین بتاتا ہے" اس کا لیلیٰ نے کچھ جواب نہین دیا اور کپڑے پہن کے اپنے گھر چلی آئی۔ مگر اتفاق سے اپنی مسواک بھول آئی تھی۔ اُس کے لینے کے لیے دوبارہ گئی۔ اور مسواک کو جہان پڑی تھی وہان سے اُٹھا کے بولی "خدا اُس کے حال پر رحم کرے

عہ اے نعمان کے دونون پہاڑو خدا کے لیے نسیم صبا کا راستہ چھوڑ دو تاکہ اُس کے جھونکے مجھ تک آئین۔

جس نے مجھے یہ مسواک دی تھی۔" پڑوسن نے پوچھا "یہ مسواک کس نے دی تھی؟" بولی "قیس نے۔"

اس موقع پر خدا جانے کون پیٹ کا ہلکا بیٹھا تھا کہ اُس نے یہ سب باتین قیس تک پہونچا دین اُس نے جو لیلیٰ کے یہ الفاظ سُن پائے تو پھر کیا تھا۔ بہرہ کھل گیا۔ اور کئی اشعار کہہ ڈالے جن مین اس واقعہ کو نظم کیا ہے۔

ایک مرتبہ لیلیٰ اپنے قبیلے والون کے ساتھ ایک ناقہ پر سوار اور محمل مین بیٹھی ہوئی کسی طرف جا رہی تھی۔ اتفاقاً اُدھر سے آپ کا بھی گزر ہوا اور معلوم ہو گیا کہ فلان ناقہ پر محمل لیلیٰ ہے۔ محمل کی صورت دیکھتے ہی غش کھا کے گر پڑے۔ یہ حالت دیکھ کے لیلیٰ کے ساتھ والون کو ترس آ گیا اپنے اونٹون سے اُتر کے منہ پر پانی چھڑکا۔ اور جب ہوش و حواس درست ہوئے تو اُٹھا کے بٹھایا۔ گرد جھاڑی۔ اور تسلی و تشفی دے کے آپ کو آدمی بنایا۔ اس کے بعد لیلیٰ سے کہا "اِس وقت ہماری خاطر سے تم اُس سے دو باتین کر لو۔" لیلیٰ اسطرح ملنے کے انجام اور مجنون کی حالت سے واقف تھی کہ اُس کا دل قابو سے باہر ہوا تو سنبھالنا مشکل پڑ جائے گا۔ اور کوئی بات بنائے نہ بنے گی۔ اس لیئے اس نے قطعاً انکار کیا۔ اور کہا مجھے اُس سے باتین کرتے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ باتین کرنا تو دشوار ہے۔ مگر ہان یہ ہو سکتا ہے کہ ایک اور عورت کے ذریعہ سے اپنا پیام پہونچا دُون۔" لوگون نے کہا اچھا یہی سہی۔ تب قبیلے کی ایک عورت قاصد لیلیٰ بن کے سامنے گئی اور کہا "سنتے ہو۔ مین لیلیٰ کی بھیجی ہوئی ہون۔ اُس نے تمھین سلام کہا ہے۔ اپنی بے پروائیون کے متعلق معافی چاہتی ہے۔ تمھاری

نظر عنایت کی امیدوار ہے۔ اور کہتی ہے کہ اگر لوگون کا ڈر نہ ہوتا تو مین تمھارے
پاس چلی آتی۔" یہ پیام سنتے ہی جوش آیا۔ اور بیتابی عشق ظاہر کرنے والے
صدہا شعر پڑھ ڈالے۔ آخر لیلیٰ کے قافلے والون کو سوا اس کے کہ انھین
اُسی طرح شعر خوانی کرتے چھوڑ کے اپنی راہ لین اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی
اب جوش عشق جنون کی صورت اختیار کرنے لگا تھا۔ اور کبھی کبھی آپ لیلیٰ کے
قبیلے کے قریب بالو کے ٹیلون پر بیٹھ کے سنسان بیابان کی وحشت سے اپنی وحشت دل کا
علاج کرنا شروع کر دیتے تھے۔ ایک دن اسی دھن مین بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کا دوسرا شوریدہ سر معاصر
قیس ابن ذریح آ گیا۔ یہ اُس کے عشق کا شہرہ سن کے اُس کے مشتاق
ہو رہے تھے۔ اور وہ اِن کا مشتاق تھا۔ اُس نے قریب آ کے سلام
کیا۔ اُن کے نزدیک جواب سلام دینا خلاف وضعداری تھا۔ اُس کی
طرف نظر اُٹھا کے بھی نہ دیکھا۔ تب اُس نے کہا "پہچانتے بھی ہو۔ مین قیس
ابن ذریح ہون"۔ اتنا سنتے ہی یہ خیال کیا کہ آج نبی ایک ہم درد ملا ہے
دوڑ کے لپٹ گئے۔ وہ بھی بے اختیار لپٹ گیا اور دونون دیر تک
ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے روتے اور دیر تک شکوۂ عشق کرتے
رہے۔ دیر کے بعد جب ذرا سکون ہوا تو قیس بن ملوح نے کہا "لیلیٰ
کا قبیلہ یہان سے قریب ہی ہے میرے وہان جانے کی ممانعت ہے۔ تم
اُسے میرا سلام پہونچا دیتے تو بڑا احسان ہوتا" قیس بن ذریح نے کہا
"ہان مین جاؤن گا"۔ اِس کے بعد قیس بن ذریح اُسی وقت روانہ
ہو کے لیلیٰ کے قبیلے مین پہونچا۔ چونکہ لیلیٰ بھی اُس کے نام سے واقف
تھی اِس لیے اپنے آپ کو پہچنوایا۔ اور قیس بن ملوح کا سلام پہونچایا۔
وہ اُس سے کھل کے ملی۔ اور کہا "میرا جوش عشق اور میرے دل کی بیقراری

قیس سے کم نہین۔کچھ بڑھی ہی ہوئی ہے۔ہان اتنا فرق ہے کہ مین ضبط کرتی ہون اور وہ نہین کرتا۔ مگر مجھے اُس سے ایک بڑی شکایت ہے" قیس بن ذریح نے پوچھا "وہ کیا؟" بولی "وہ کہتا ہے:—

أَتَتْ لَيْلَةً بِالنَّيْلِ يَا أُمَّ مَالِكٍ ۔۔۔ لَكُمْ خَيْرُ حُبٍّ صَادِقٍ لَيْسَ يَكْذِبُ
أَلَا إِنَّمَا أَبْقَيْتِ يَا أُمَّ مَالِكٍ ۔۔۔ صَدًى أَيْنَمَا تَذْهَبْ بِهِ الرِّيحُ يَذْهَبُ

بھلا اُس سے پوچھنا تو کہ مین کب اور کس رات کو اُس کے پاس تنہا ملنے کو آئی تھی؟" ابن ذریح نے جواب دیا "تم نہین سمجھین یہ شاعرون کا طریقہ اظہار شوق ہے۔کبھی اپنے خواب کی باتین نظم کر دیتے ہین۔ اور کبھی دل سے گڑھ کے اپنی آرزوٗن اور تمناؤن کا ایک واقعہ بنا لیتے ہین۔ اس کی شکایت تو بیجا ہے" لیلیٰ سے مل کے جب قیس بن ذریح واپس آیا تو ہمارے قیس بن ملوح کا کہین پتہ نہ تھا۔مجبوراً اُس نے اپنی راہ لی۔ اس واقعہ کو بھی ہم اپنے ناول قیس و لبنیٰ مین بیان کر چکے ہین۔

قیس کے ان باپ سے جب اُس کے مرض عشق کا کوئی علاج نہ بن پڑا تو گو کہ امید نہ تھی مگر مجنون کے باپ نے اتمام حجت کے طور پر ارادہ کیا کہ لیلیٰ کے باپ کو شادی کا پیام دیدے۔ چنانچہ وہ لیلیٰ کے اعزہ مین گیا۔ اور گو کہ اُن کا سردار اور شیخ تھا مگر عاجزی اور بے بسی کے ساتھ درخواست کی کہ "تم جو مہر مانگو دون گا۔ مگر مہربانی کر کے اور قیس کے حال پر ترس کھا کے اُس کے ساتھ لیلیٰ کی شادی کر دو۔ اور مین وعدہ کرتا ہون کہ مہر مین پچاس

---

ع۱ (۱) وہ ایک رات جھٹ پٹے مین میرے پاس آئی تھی۔ اے ام مالک (لیلیٰ) تمھاری اچھی محبت بھی ہے جو جھوٹی نہین ثابت ہوتی (۲) اور اے ام مالک تو نے ایک عاشق تشنہ لب چھوڑ رکھا ہے جس کی یہ حالت ہے کہ ہوا اُسے جدھر اُڑا لے جاتی ہے چلا جاتا ہے۔

اچھے جوان اونٹ مع اُن کے ایک چرانے والے غلام کے دون گا" لیلیٰ کے باپ نے کہا۔ "یہ سب صحیح ہے۔ اور تم جو اتنی فیاضی کو تیار ہو یہ تمھاری عنایت و مہربانی ہے مگر اِس خرابی کا کیا علاج ہے کہ قیس کے عشق کی شہرت ہو چکی ہے۔ ادنیٰ و اعلیٰ کوئی نہین جو اُس کے اشعار نہ سُن چکا ہو۔ اور اُس کے عشق سے واقف نہ ہو۔ ایسی حالت مین اگر ہم نے اپنی لڑکی اُسے بیاہ دی تو گھرانے کی ناک کٹ جائے گی۔ اور ایسی رسوائی کو ہم نہین گوارا کر سکتے۔ اس لیے نہین اِس سے معاف ہی رکھیے۔" آخر قیس کا باپ ملوح ناکام و نامراد واپس آیا۔

اِدھر اُن کا تو یہ حال تھا اُدھر لیلیٰ کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ بیماری کسی طرح پیچھا نہین چھوڑتی تھی۔ مان باپ کو جلدی تھی کہ جس قدر جلد بنے کسی شریف عرب کے ساتھ نکاح کر دین۔ لیکن اُس کی بیماری کے خیال سے اِس کی بھی جراٗت نہ ہوتی تھی۔ اکثر قبائل اور معززین کی طرف سے پیام چلے آتے تھے۔ مگر اُنھین کسی کا پیام قبول کرتے نہین بنتی تھی۔ آخر علاج کی یہ تدبیر اُن کے ذہن مین آئی کہ ساتھ لیجا کے خانۂ کعبہ کا حج کرائین۔ جو مسلمانون مین نہایت ہی کامیاب طریقہ علاج تصور کیا جاتا تھا چنانچہ وہ سب حج کرانے کے لیے لیلیٰ کو لے چلے۔ سفر اور تبدیل آب و ہوا نے اُس کی حالت ذرا سنبھال دی اور اسی اثنا مین بنی ثقیف مین سے ایک شریف شخص نے پیام دیا۔ لیلیٰ کے مان باپ نے اُس پیام کو غنیمت سمجھا۔ اور فوراً منظور کر کے بغیر اِس کے کہ خود لیلیٰ کی رائے لین یا اُس غریب کے دل کی حالت کا اندازہ کرین جبراً و قہراً اُس ثقفی شخص کے ساتھ نکاح کر دیا۔

لوگوں نے جو لگائی بجھائی کے لیے تیار ہی رہا کرتے اس واقعے کی خبر قیس کو پہونچائی کہ "لو میاں تمھاری معشوقہ کی شادی ہو گئی اور تم یونہیں شاعری کرتے رہ گیے" اِس واقعے کے سننے سے قیس پہ قیامت ٹوٹ پڑی جوش دل اور بڑھا۔ بیتابی و بیقراری نے پہلے سے زیادہ زور پکڑا۔ اور عالم بیخودی میں خدا جانے کتنے شعر تصنیف کر ڈالے۔ ابھی تک عقد لیلی کی خبر اُڑتی ہوئی سُنی تھی۔ اب اُس کی زیادہ تصدیق ہوئی۔ جس کی زبان پہ دیکھو یہی قصہ تھا۔ غیرت عشق نے رشک و حسد کے جذبات کو حرکت دی۔ اور آپ کی یہ حالت تھی کہ اُس کے قبیلے اور مکان کی طرف سے ہو کے بھی گزرتے تو اُدھر سے مُنھ پھیر لیتے۔ اس موقع پر آپ نے جو اشعار پڑھے اُن کا پہلا یہ شعر تھا۔

عہ
أَلَا أَيُّهَا الْبَيْتُ الَّذِي لَا أَزُورُهُ ۔۔۔ وَإِنْ حَلَّهُ شَخْصٌ إِلَيَّ حَبِيبُ

مگر اس موقع پر اُس کا یہ شعر بڑے لطف کا ہے کہتا ہے۔

عہ
فَقَدْ شَاعَتِ الْأَخْبَارُ أَنْ قَدْ تَزَوَّجَتْ ۔۔۔ فَهَلْ يَأْتِيَنِّي بِالطَّلَاقِ بَشِيرُ

اور اس کے بعد جب یہ خبر سُنی کہ لیلی اپنے گھر سے رخصت ہو کے سُسرال گئی تو بیقراری و بیتابی کی کوئی حد و نہایت نہ تھی۔ اور جوش جنون حد سے زیادہ تجاوز کرنے لگا۔ اور اب سوا اس کے کہ شب و روز جوش و خروش کے ساتھ اپنے اشعار اور اِدھر آنے جانے والے کو اپنی حرمان نصیبی و

عہ اے وہ گھر جس میں نہیں آتا۔ اگرچہ اُس کے اندر ایک ایسا عزیز شخص ہے جو مجھے پیارا ہے۔ عہ یہ خبر تو مشہور ہو چکی کہ اُس نے شادی کر لی۔ اب کوئی یہ خوش خبری بھی آ کے سُنائے گا کہ طلاق ہو گئی؟

محروم القسمتی کی داستان سُنائے کسی کام سے مطلب نہ تھا۔

بعض لوگون کا بیان ہے کہ لیلیٰ کے عقد کے دن اُس سے کسی طرح نہ رہا گیا۔ اگرچہ جان کا اندیشہ تھا اور خون حلال کر دیا گیا تھا مگر وہ علانیہ لیلیٰ کے قبیلے مین چلا گیا۔ بعض لوگون نے روکا تو جواب دیا۔ "اِس میرے جینے سے مرجانا بہتر ہے"۔ مگر اِس کا نتیجہ کچھ بھی نہ ہوا۔ لیلیٰ اُسی ثقفی شخص کے ساتھ بیاہ دی گئی۔ اور وہ روپیٹ کے واپس چلا آیا۔

مگر اِس کے بعد اُسی زمانے مین ایک دن لیلیٰ سے باتین کرنے کا موقع مِل گیا قیس نے شکایت کی کہ "تم نے دوسرے سے عقد کر لیا۔ اور میرے حال پر ترس نہ آیا؟" لیلیٰ نے کہا "تم اِس کا ملال نہ کرو۔ خدا کی قسم تمھارے سوا مین جس کسی سے ملی نفرت ہی سے ملی۔ اور دل کو اُس سے کسی قسم کا لگاؤ نہین"۔ لیلیٰ کے منھ سے یہ کلمات سُن کے آپ بہت ہی خوش ہوئے۔ اور فوری جوش مسرت ایسا بڑھا ہوا تھا کہ دل مارے خوشی کے قابو سے نکلا جاتا تھا۔ اب لیلیٰ سے تو دل صاف ہو گیا۔ مگر خدا سے یہ شکایت باقی تھی کہ

قَضَاهَا لِغَیْرِیْ وَابْتَلَانِیْ بِحُبِّهَا ؏ فَهَلَّا بِشَیْءٍ غَیْرِ لَیْلیٰ ابْتَلَانِیَا

اس موقع پر قیس کے چند ہم عمر دوستون کو جو عشق لیلیٰ سے پہلے اُس کے ہم صحبت رہے تھے اُس کے حال پر ترس آیا اور بجائے خود اُنھون نے یہ خیال کر کے کہ لیلیٰ کے بنی ثقیف مین بیاہ دیے جانے کا واقعہ ایسا ہی کہ اس پر قیس جو نہ کر گزرے تعجب نہین۔ لہذا سب جمع ہو کے قیس کے پاس آئے۔ اُس کے دل کو تشفی دی۔ اور اصرار کرنے لگے کہ چلو تمھین قبائل عرب مین سفر کرائین۔ اور دکھائین کہ

؏ اُسے تو دوسرے کی قسمت مین لکھا! اور مجھے اُس کے عشق مین مبتلا کیا! کیا لیلیٰ کے سوا اور کوئی چیز نہ تھی جس کا مین مبتلا کیا جاتا۔

خدا نے دنیا میں کیسی کیسی حسین و پری جمال عورتیں پیدا کی ہیں۔ قیس جانتا نہ تھا۔ مگر اب اُس کے دل میں بھی جوش عشق کے ہیجان نے دشت نوردی کا شوق پیدا کر دیا تھا۔ راضی ہو گیا۔ اور سب کے سب گھر سے نکل کے قبائل عرب میں چکر لگانے لگے۔ مگر قیس کی یہ حالت تھی کہ کسی دن تو اچھا خاصا صحیح العقل ہوتا۔ اور کسی دن مجنون و فاتر العقل۔ یہ لوگ ہر ہر قبیلے میں جا کے ٹھہرتے جوانان قبیلہ سے ملتے جلتے۔ قبیلہ کی جو لڑکیاں سامنے سے گزرتیں اُنھیں دیکھتے۔ اُن کے حسن و جمال پر غور کرتے۔ اور جہاں کوئی زیادہ حسین لڑکی نظر آتی اُس کی طرف قیس کو متوجہ کرتے۔ مگر لیلی کے عشق نے قیس کو ایسا بے حس بنا دیا تھا کہ اُس پر نہ کسی کی خوبصورتی و خوش جمالی کا اثر ہوتا اور نہ کسی کے ناز و ادا کا۔ ایک قبیلہ میں ایک رات کو یہ سب احباب سوئے صبح اُٹھ کے دیکھا تو قیس غائب تھا۔ ادھر اُدھر ہزار ڈھونڈھا کہیں پتہ نہ لگا۔ جب یقین ہو گیا کہ اب قیس قبیلے کی آبادی کے اندر نہیں تو دشت و صحرا میں تلاش کرنا شروع کیا اور قیس کا ایک ابن عم اپنے اُونٹ پر سوار ہو کے اُسکی جستجو میں نکلا۔ جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچ کے کیا دیکھتا ہے کہ یہاں قیس ایک چشمے کے کنارے کمال اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک ہرنی پاس کھڑی ہے جو اس قدر مانوس ہے کہ بھاگتی نہیں۔ آپ اُس کی گردن جھاڑتے بار بار اُسے پیار کرتے اور اُسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیر پھیر کے یہ شعر پڑھ رہے ہیں:—

أَيَا شِبْهَ لَيْلَى لَا تَخَافِينَ إِنَّنِي ... لَكِ الْيَوْمَ مِنْ وَحْشِيَّةٍ لَصَدِيقُ[1]

انھیں ایسی حالت میں دیکھ کے اِن کا وہ ابن عم قریب آیا اور کہا "لے اب چلیے!"

---

[1] اے تصویر لیلی مجھ سے خوف نہ کھا میں آج تجھ وحشیہ کا دوست ہوں۔

اس کچھ جواب نہ دیا۔ تب اُس نے کہا "اچھا چلیے لیلیٰ کے پاس چلیں" یہ فقرہ سنتے ہی جھٹ اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا "چلو" اِس تدبیر سے وہ اُنھیں ساتھ لے کے واپس چلا۔ اور لیلیٰ کے بہانے دو ستون میں لے گیا۔ اب وہاں دو ستون میں پہونچنے کے بعد یہ حالت ہوئی کہ میاں قیس آ کے چپکے سے بیٹھ تو گئے مگر بات کسی سے نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ اِسی خموشی میں رات ہو گئی۔ صبح ہوئی تو نظر آیا کہ بنی ثقیف کی سرزمین کی طرف سے گھنگھور گھٹا اُٹھی ہے۔ بجلی کوند رہی ہے۔ اور اُدھر سے ہوا کے ٹھنڈے جھونکے آ رہے ہیں۔ یہ دیکھتے ہی جنون عشق کا زور ہوا۔ اور جوش و خروش سے اپنے اشعار پڑھنا شروع کر دیے۔ آخر سب نے عاجز آ کے گھر پہونچا دیا۔ اور چلے گئے۔

اب وہ زمانہ قریب آگیا تھا کہ قیس غم لیلیٰ میں بالکل مجنون اور فاتر العقل ہو جائے۔ اُنھیں دنوں اتفاقاً بیمار پڑا۔ باپ سے نہ رہا گیا۔ خبر گیری کو آیا۔ اور قبیلے کے اور بھی بہت سے لوگ عیادت کو آئے۔ آپ کا اِس بیماری میں یہی معمول تھا کہ اپنا پرایا جو آتا اُسے سنا سنا کے اپنے اشعار پڑھنا شروع کر دیتے۔ جن میں سوا عشق لیلیٰ کے اور کسی بات کا تذکرہ نہ ہوتا۔ لوگوں نے سمجھانے اور تسلی دینے کی کوشش کی تو جوش اور بڑھا۔ اور یہ حالت ہوئی کہ کپڑے پھاڑنے پر آمادہ ہو گیا۔ جب شعر خوانی کا زور کم ہوتا تو گھر سے نکل کے صحرا کی راہ لیتا۔ اور لیلیٰ کے مکان کے قریب پہونچ کے زمین پر لوٹنے اور تڑپنے لگتا۔ اور رات تک آہ و زاری کرتا رہتا۔ ایک دن انتہاے جوش وحشت میں صحرا نوردی کے لیے چلا تو ایک چچازاد بھائی نے روکا۔ مگر قیس بھلا کس کی سنتا تھا؟

اُس نے ہزار قسمین دلائین۔ لاکھ سمجھایا بجھایا۔ مگر ایک نہ مانی۔ اور رہا تھ چھڑا کے بھاگا چلا گیا۔

عشق سے پہلے وہ ایک بھاری بھرکم جوان رعنا تھا۔ اب عشق اور مرض نے یہ حالت کر دی کہ گھل کے اِس قدر دُبلا ہو گیا کہ جو دیکھتا اُسے مدقوق کا دھوکا ہوتا۔ خود اپنے دُبلے پن کے بیان مین کہتا ہی۔

وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا الْجِلْدُ وَالْعَظْمُ عَارِيًا وَلَا عَظْمَ لِيْ اِنْ دَامَ مَا بِيْ وَلَا جِلْدُ

جب پہلے پہل اُس نے گھر چھوڑ کے دشت نوردی کا ارادہ کیا تو ایک دن دوستون نے پوچھا "آخر تم گھر سے کیون بھاگ بھاگ جاتے ہو؟" اس کا اُس نے یہ جواب دیا کہ ایک دن مین لیلی سے ملا اور اُس سے کہا کہ "تیرے عشق مین میری یہ حالت ہو رہی ہی اور اگر تو نے اب بھی میرے حال پر ترس نہ کھایا تو میرے ہوش و حواس بھی جواب دے دین گے" یہ سُن کے لیلی بولی کہ "یہی تو مین چاہتی بھی ہون" لہذا اُسی کی مرضی دیکھ کے مین مجنون ہو گیا ہون۔

ایک دن اُس کے باپ ملوح نے اُس کے جوش وحشت کو روز بروز بڑھتے دیکھ کے اور اپنی سب کوششون مین تھک کے ایک شخص کو اُس کے پاس بھیجا اور کہا اُس سے جا کے یہ کہنا کہ مین لیلی کے پاس سے آرہا ہون۔ اُس کی خیریت بتانا اور کہنا کہ وہ تمھین بہت یاد کرتی ہے۔ ان باتون پر فریفتہ ہو کے جب وہ تمھاری طرف متوجہ ہو۔ اور گھل مل کے باتین کرنے لگے تو کہنا: "سچ تو یہ ہے کہ وہ تم سے بہت ہی ناراض ہے رات دن

---

ع اور سوا چمڑے اور برہنہ ہڈیون کے کچھ نہین رہا۔ اور اگر میری یہی حالت برقرار رہی تو نہ ہڈیان رہین گی۔ اور نہ چمڑا رہے گا۔

تمھین کوستی اور گالیان دیتی اور اُٹھتے بیٹھتے تمھاری توہین کرتی ہے" شاید اس طریقے سے اُس کا دل لیلی کی طرف سے ہٹ جائے۔ اور اِس عذاب سے چھوٹے۔ وہ شخص گیا اور جو تدبیر بتائی گئی تھی اسی کے مطابق مجنون کو اپنی باتون مین بخوبی مصروف کر کے بولا "تم لیلیٰ کی یاد مین دیوانے ہو رہے ہو۔ ہر دم اُس کے حُسن کی تعریف کیا تے ہو۔ اور لیلیٰ تمھین بہت ہی بُری طرح سے کوستی کاٹی اور گالیان دیا کرتی ہے" یہ سنتے ہی قیس کو جوش آیا تو زور و شور سے اشعار پڑھنا شروع کر دیے۔ اور اِس شعر خوانی کے سلسلے کو اس شعر پر ختم کیا۔

حَلَالٌ لِلَیلیٰ شَتْمُنَا وَانتقَاصُنَا ‌ ‌ ‌ ‌ هَنِیئاً وَمَغفُورٌ لِلَیلیٰ ذُنُوبُهَا[۵]

جب اس بارے مین بھی مایوسی ہوئی اور قیس کی حالت کسی اسلوب سے سدھرتی نہ نظر آئی تو قبیلے والون نے آکے اِس کے باپ کو یہ صلاح دی کہ "آئیے ہم آپ اُسے مکہ معظمہ لے چلین۔ وہان حرم الٰہی مین پہونچ کے اس کے حق مین دعا کرین اور اِس سے بھی دعا کرائین۔ چونکہ یہ علاج تیر بہدف سمجھا جاتا تھا۔ امید تھی کہ اُس پاک سرزمین پر جو دعا کی جائے گی اُسے وہ رب العزت ضرور قبول کرے گا۔ اور غالباً اس کی مصیبت کو دور کر دے گا۔ ملوح نے اِس راے کو پسند کیا۔ اور مع اپنے بہت سے اہل قبیلہ اور بھتیجے زیاد بن کعب کے جسے بچپن سے قیس کے ساتھ محبت تھی مجنون کو لے کے مکہ معظمہ کی طرف روانہ

[۵] ہمین کوسنا اور ہماری تحقیر کرنا لیلیٰ کے لیے حلال ہے۔ وہ شوق سے کوسے اور لیلیٰ کے سب گناہ معاف ہین۔

ہوا۔ اور چونکہ موسم حج تھا اس لیے خیال تھا کہ اِسی سلسلے مین سب کے سب شرف حج سے بھی فیض یاب ہو جائین گے۔

راستے مین کسی صحرائی درخت کی ایک ٹہنی پہ ایک کبوتر گونجتا اور غٹرغون کرتا نظر آیا۔ جو عربون کے مذاق مین عشق بازی کا مکمل نمونہ اور اُن کا بلبل ہے۔ اُسکی آواز سنتے ہی مجنون ٹھہر گیا۔ ساتھ والے تو آگے بڑھ گئے مگر زیاد ابن کعب اُس کے ساتھ ہی ٹھہر ارہا۔ جب دیر ہوئی تو زیاد نے کہا "لے اب چلو۔ ہمارے ساتھ والے دور نکل گئے" اس پہ ایک ٹھنڈی سانس کے کئے اُس نے بھی غزل سرائی اور شکایت عشق شروع کر دی۔ کسی طرح اُس جگہ سے ٹلتا نہ تھا۔ مگر زیاد ڈھکیل ڈھکیل کے زبردستی لے گیا۔

مکہ معظمہ مین پہونچ کے قیس نے دیکھا کہ لوگ احرام باندھے ہوے درگاہ رب العزت مین دعا و استغفار کر رہے ہین۔ اُنھین دیکھ کے آپ کے دل مین بھی ایک جوش پیدا ہوا۔ اور دو تین شعر پڑھے جن کا مطلب یہ تھا کہ "اور سب لوگ تو دعا و استغفار مین مشغول ہین۔ اپنے گناہ معاف کراتے ہین۔ اور مین کہتا ہون کہ خداوندا! مجھے لیلی مل جائے۔ پھر تو جیسا حساب چاہنا لے لینا" اُس کے یہ اشعار سُن کے باپ نے ڈانٹا۔ اور کہا "یہ کیا بکتے ہو؟ دعا کرو کہ الہ العالمین! میرے دل سے لیلی کی یاد بھلا دے" پھر اُس کو خانہ کعبہ کے پاس لیجا کے غلاف کعبہ اُس کے ہاتھ مین دیا اور کہا کہو "خداوندا! مجھے لیلی کی یاد بھلا دے۔ اور اُس کی محبت میرے دل سے مٹا دے" آپ نے اُس کے عوض بارگاہ الٰہی مین یہ دعا فرمائی کہ "خداوندا! مجھے اُس سے ملا! اُس کی اور محبت عطا کر! اور اُس کے عشق مین مجھے اس سے

بھی زیادہ خراب کر!" یہ سنتے ہی غریب ملوح کے حواس جاتے رہے۔ اس کا حوصلہ پست ہوگیا۔ اور دل میں کہا کہ "اب مجبوری ہے جب یہاں بھی اس نے یہی دعا مانگی تو پھر اصلاح کی کون صورت ہو سکتی ہے؟"

طواف کعبہ کے بعد قیس اپنے باپ اور اعزہ کے ساتھ منیٰ میں گیا۔ وہاں یہ بنی عامر کا مختصر گروہ ٹھیرا ہوا تھا کہ اتفاقاً کسی نے کسی عورت کو جس کا نام بھی لیلیٰ تھا پکارا۔ "یا لیلیٰ!" یہ ساحرانہ الفاظ سنتے ہی قیس غش کھا کے گر پڑا۔ اور عشق کا ایسا زبردست نشہ چڑھا ہوا تھا کہ دوسری صبح تک ہوش نہ آیا۔ دوسری صبح کو آنکھ کھلی بھی تو جوش و خروش سے اشعار پڑھتا ہوا اُٹھا۔ اور سب ہمراہیوں کو چھوڑ کے جنگل کی راہ لی۔ اب ایسا جنون عشق سر پر سوار ہوا کہ اُس پر کسی کا زور نہ چلتا۔ نہ کسی کی سنتا۔ اور نہ کسی کے ہاتھ لگتا۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی بارہا یہ ہوا کہ وہ گھر چھوڑ کے صحرا میں چلا گیا۔ یا قبیلۂ لیلیٰ کے پاس جا کے بادیہ لوٹنے اور تڑپنے لگا۔ مگر اس کی اصلی دشت نوردی و صحرا گردی واقعۂ حج کے بعد اور اسی زمانے سے شروع ہوئی اور اُسی وقت سے وہ بجائے قیس کے مجنون کے مناسب لقب سے مشہور ہوا۔ جو کہ اصلی نام پر غالب آگیا۔ اور اب تک وہ اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

غریب باپ ملوح مجنون سے ہاتھ دھو کے اپنے دیگر عزیزوں اور ہم قبیلہ لوگوں کے ساتھ وطن واپس گیا۔ اور مجنون کی یہ حالت دیکھ کے اور اُس کی طرف سے کلیتاً مایوس ہو کے اُس کی کچھ ایسی دل شکنی ہوئی کہ گھر جاتے ہی بیمار پڑ کے مر گیا اور جیتے جاگتے بیٹے کا داغ اپنے ساتھ قبر میں لے گیا۔

باپ کے واپس چلے آنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ قیس چند روز تک اطراف مکہ ہی مین خاک اُڑاتا رہا۔ چنانچہ زباح بن مالک نام ایک شخص نے اُسے مکہ کے گرد کے پہاڑون مین دیکھا کہ وہ ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو اوپر سے گرا دے۔ زباح نے لوگون سے پوچھا "یہ کون شخص ہے؟" جواب ملا کہ "یہ عاشق لیلیٰ قیس مجنون ہے۔ یہان اِس پہاڑ پر اس شوق مین چڑھا کرتا ہے کہ ہوائے نجد کے جھونکے آئین گے اور اُسے لیلیٰ کی بو سنگھا دین گے۔ یہ اور کسی طرح تو کسی کی جانب متوجہ نہین ہوتا لیکن ہان اگر یہ کہہ دو کہ مین لیلیٰ کے قبیلے سے آیا ہون۔ یا لیلیٰ کو جانتا ہون۔ یا اُس کا کچھ اور تذکرہ چھیڑو تو متوجہ ہو جائے گا اور خوب باتین کرے گا۔" زباح نے یہی کارروائی کی۔ پہاڑ پر چڑھ کے اُسے گرنے سے روکا اور کہا مین لیلیٰ کے پاس سے آتا ہون۔" یہ سُنتے ہی وہ اُس سے بے تکلف باتین کرنے لگا۔ اور بڑے ذوق و شوق سے قبیلہ لیلیٰ کی آبادی کے اندر کی ایک ایک جگہ کا حال پوچھتا۔ اور لیلیٰ کو یاد کر کے بات بات پر روتا تھا۔

یہین مکہ معظمہ مین ایک بار لوگون نے دیکھا کہ زمین پر پڑا غافل سو رہا ہے۔ اور سوتے مین خوب زور و شور اور جوش و خروش سے باتین کر رہا ہے۔ جیسے کوئی عورت سامنے کھڑی ہے اور وہ اُس سے بے انتہا شکایتین کر رہا ہے۔ اتنے مین آنکھ کھل گئی تو لوگون نے کیفیت پوچھی۔ قسمین کھا کھا کے کہنے لگا کہ "لیلیٰ ابھی میرے پاس کھڑی تھی۔" اس کے بعد یہ دو شعر پڑھے۔

لَمَّا رَأَيْتُكِ بَيْنَ مُسَبِّحٍ وَمُكَبِّرٍ ... بِحَطِيمِ مَكَّةَ حَيْثُ كَانَ الْأَبْطَحُ عہ
فَحَسِبْتُ مَكَّةَ وَالْمَشَاعِرَ كُلَّهَا ... وَجِبَالَهَا بِأَتَتْ بِمِسْكٍ تَنْفَحُ

اب اُس کی پوری مجنونیت کا زمانہ تھا۔ اور ارض عرب مین جوش عشق کا جو نمونہ وہ اُن دنون دکھا رہا تھا سلف سے آجتک کبھی کسی سرزمین اور کسی ملک مین شاید کوئی مبتلاے عشق نہ دکھا سکا ہوگا۔ آبادی سے بھاگتا۔ کوہ و صحرا مین مارا مارا پھرتا۔ سوکھی گھاس کھا کھا کے پیٹ پالتا وحشیان صحرا سے اُنس تھا۔ ناخن بڑھ گئے تھے بال بڑھتے بڑھتے اِس درجے کو پہونچ گئے کہ اُن کی لٹین اور جٹا مین سارے جسم پر پھیلی رہتین۔ اور وہی لباس عریانی بن گئی تھین۔ وحشی جانورون اور خاصۃً ہرنون کے ساتھ تالابون اور چشمون پر جا کے پانی پیتا۔ جو کوئی ملتا اُس سے بلکہ پہاڑون درختون اور وحشیان صحرا تک سے پوچھتا کہ ”علاقۂ بنی عامر کا پہاڑ کوہ توباد کہان ہے؟“ یہی وہ پہاڑ تھا جس پر نوعمری مین وہ اور لیلیٰ ساتھ جا کے بکریان چرایا کرتے تھے۔ الغرض اُس پہاڑ کا پتہ پوچھتا اور جدھر رخ ہوتا اُسی طرف کو چل کھڑا ہوتا۔ اگر شمال کی طرف رُخ ہوا تو اُسی کوہ توباد کا پتہ پوچھتا پوچھتا ارض بلقا اور وہان سے بھی آگے بڑھ کے سرزمین شام مین جا پہونچتا۔ پھر اُس کے بعد آبادی اور غیر مانوس لوگون سے وحشت کھا کے پلٹتا تو اُسی طرح کوہ توباد اور لیلیٰ کا پتہ دریافت کرتا ہوا اُدھر کی راہ لیتا۔ اور اُسی مجنونانہ شان سے دشت و صحرا کی خاک

عہ (۱) کعبہ مین تسبیح و تکبیر کی جگہون کے درمیان خاص حطیم کعبے مین جہان کہ زمین بطحا (کنکریلی) ہے دو آئی (۲) تو مجھے معلوم ہوا کہ جیسے مکہ اور سارے مشاعر اور اُس کے کل پہاڑ مشک کی لپٹون سے مہک اٹھے۔

اُڑاتا ہوا ارض یمن مین آپہونچتا۔ اور دیکھتا کہ سمندر نے راستہ روک دیا ہے۔ اور اب بڑھنے کی گنجایش نہ نظر آتی تو پھر اُلٹے پاؤن نجد کی طرف چل کھڑا ہوتا۔ راستے مین لوگ اُسے اِس حالت مین دیکھ کے کھانا یا کپڑا پیش کرتے تو قطعاً انکار کرتا۔ اور کہتا "جاؤ اپنا کام کرو۔ ہان اگر تمھین میرے حال پہ ترس آتا ہے تو کوہ توباد کا راستہ بتادو" وہ بلا ٹالنے کے لیے کہہ دیتے۔ کہ فلان ستارے کی سیدھ پر چلے جاؤ پہونچ جاؤگے اور یہ بلا تامل اُسی ستارے کے رُخ چل کھڑا ہوتا۔ اِسی طرح دشت نوردی کرتے کرتے کبھی شام مین ہوتا۔ اور کبھی یمن مین اور پھر آکے ارض نجد مین خاک اُڑانے لگتا۔

بھٹکتے بھٹکتے کبھی اُس پہاڑ پر جا بھی پہونچتا تو عہد قدیم کو یاد کرکے پُرجوش و پرشوق اشعار پڑھتا۔ آپ ہی سُنتا۔ اور جب وحشت دل ستاتی تو پھر کسی طرف چل دیتا۔ مگر اِس زمانۂ وحشت مین اگر اُنس تھا تو ہرنیون سے جن کی مستانہ آنکھین۔ جن کی پھرتی اور چالاکی۔ اور جن کی خوبصورتی دیکھ کے اُسے پیاری لیلیٰ یاد آجاتی۔ اور اُن کی طرف "شبہ لیلیٰ" (تصویر لیلیٰ) ہی کہہ کے خطاب کرتا۔ کبھی جوش جنون کے زور آور بتیابی دل کے شوق مین اُن سے پوچھتا۔

بِاللّٰہِ یَا ظَبَیَاتِ الْقَاعِ قُلْنَ لَنَا ءَ لَیْلَایَ مِنْکُنَّ اَمْ لَیْلیٰ مِنَ الْبَشَرِ ع

اور کبھی اسی جوش جنون مین ہرنیون کی طرف مخاطب ہوکے اُن کے حُسن کی تعریف کرتا۔ اور پھر لیلیٰ کے حُسن سے مقابلہ کرکے اُن کی خوبصورتی پر نکتہ چینی کرتا۔ چنانچہ ایک ہرنی سے کہتا ہے ؎

---

ع اے صحرا کی ہرنیو خدا کے لیے بتاؤ کہ میری لیلیٰ تم مین سے ہے یا نوع بشر سے ہے۔

فَعَیْنَاکِ عَیْنَاهَا وَجِیْدُکِ جِیْدُهَا ۞ وَلٰکِنْ عَظْمُ السَّاقِ مِنْکِ رَقِیْقٗ[۵۵]

اس جوش جنون اور صحرا نوردی مین بھی ہرنیون کی محبت نے اسقدر ہوش ضرور ٹھکانے رکھے تھے کہ اگر کوئی شکاری کسی ہرنی کو پکڑ لیتا تو جس طرح بنتا یا ممکن ہوتا گرتا پڑتا اُس کے پاس پہونچتا اور جس تدبیر سے بن پڑتا اُسے اُس کے ہاتھ سے چھڑا دیتا۔

ایک بار کسی نے پوچھا "تم نے سب سے اچھی کون چیز دیکھی ہے؟" فوراً تڑ سے جواب دیا کہ "لیلیٰ"۔ اُس نے کہا "ہان یہ تو معلوم ہے۔ مگر یہ بتاؤ کہ اُس کے سوا اور کون اچھی چیز دیکھی ہے؟" کہا "اُس سے کوئی اچھی چیز کبھی دیکھی ہی نہین۔ اور آج تک کوئی ایسی چیز آنکھون کے سامنے نہین آئی جو نظر مین جنچی ہو۔ مگر ہان ہان یاد آیا۔ ایک دن ایک ہرنی کو دیکھا تھا۔ جس کی صورت دیکھتے ہی مجھے لیلیٰ یاد آگئی۔ اور دل مین اُس سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ بے اختیار اُس کے پیچھے چلا۔ یہان تک کہ پاؤن چلنے سے رہ گئے۔ اور وہ نظر سے اوجھل ہو گئی۔ صبح تک سستا کے مین پھر اُس کی تلاش مین چلا۔ آخر دور پہ جا کے اُس کا پتہ لگا۔ وہ ملی۔ مگر اس حال مین کہ ایک شیر نے اُسے پھاڑ ڈالا تھا۔ اور چبا چبا کے کھا رہا تھا۔ تب مین نے کمان ہاتھ مین لے کے اُس کو ایک ایسا تیر مارا کہ ایک ہی تیر مین اُس شیر کا کام تمام ہو گیا۔ اُسے قتل کر کے مین اُس کے قریب گیا۔ اور اُس کی لاش پھاڑ کے ہرن کا جتنا گوشت اُس کے پیٹ مین نکلا

[۵۵] تیری دونون آنکھین ہو بہو اُسی کی آنکھین ہین۔ اور تیرا گلا بالکل اُسی کا گلا ہے۔ مگر تیری پنڈلیون کی ہڈی زیادہ پتلی ہو گئی ہے۔

نکال لیا اور اُس کو ہرن کی لاش مین ملا کے اُسے زمین کے نیچے دفن کر دیا۔ اور اپنی راہ لی۔

یہ واقعہ غالباً اُس زمانے کا ہے جب کہ وہ اپنے ہوش و حواس مین تھا۔ لیلیٰ کا عاشق تو تھا مگر عشق لیلیٰ نے ہنوز دیوانہ نہین بنایا تھا۔ نہ ابھی کپڑے پھاڑے تھے۔ اور نہ ابھی بھوک پیاس نے جواب دیا تھا۔ کیونکہ اِس جنون کے زمانے مین اُس کے پاس تیر و کمان کہان۔ بدن پر کپڑے تو تھے ہی نہین اسلحہ سے کیا واسطہ؟ ممکن ہے کہ اپنے اُس زمانے کے اِس واقعے کو اُس نے بیان اسی زمانے مین کیا ہو۔ اور دیوانگی نے کسی سے دو باتین کرنے کی مہلت دیدی ہو۔

یہان مجنون کی تو جوشِ جنون نے یہ حالت کر رکھی تھی اُدھر لیلیٰ کی بھی ایسی حالت تھی کہ اُسے زندگی بھر کبھی چین سے بیٹھنا نہین نصیب ہوا۔ ہر وقت اسی شعر کا مضمون اُس کی نظر کے سامنے تھا کہ ؎

گرچہ من لیلی اساسم دل چو مجنون مبتلاست　　سر بصحرا می زدم لیکن حیا زنجیر پاست

بنی خُریش مین سے ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک بار مین اپنی سرزمین واقع نجد سے شام کو جا رہا تھا۔ اتفاقاً راستہ مین ایک دن زور زور سے مینھ پڑنے لگا مین گھبرایا کہ پانی سے بچنے کے لیے کہان جا کے پناہ لون۔ خوش قسمتی سے قریب ہی ایک خیمہ نظر آیا۔ مین لپک کے اُس کے قریب پہونچا تو ایک عورت نظر آئی۔ جس سے مین نے کہا کہ پانی سے بچنے کے لیے کوئی جگہ ڈھونڈھتا ہون۔" اُس نے خیمہ کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا کہ یہان آ کے کھڑے ہو جاؤ۔ اور مین اُسی جگہ جا کے ٹھہر گیا۔ دم بھر مین کئی اور چرواہے اپنے گلّہ لیے ہوے وہان آ گئے۔ یہ چرواہے اِس

گھر کے غلام تھے۔ عورت نے اُن سے کہا، "اِس شخص سے یہ تو پوچھو کہ کہان سے آرہا ہے؟" اُس کا اشارہ پاتے ہی غلامون نے مجھ سے یہی سوال کیا۔ اور مین نے کہا کہ "ارض نجد سے آتا ہون"۔ نجد کا نام سُن کے اُس عورت نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔ اور پوچھا "وہان تمھارا قیام کہان ہے؟" مین نے کہا "بنی حریش مین" یہ سنتے ہی اُس عورت نے سامنے سے ایک پردہ اُٹھایا تو اُس کے اُدھر مجھے ایک نہایت ہی حسین و نازنین اور صاحب جمال مہ پارہ نظر آئی۔ جس نے چار آنکھین کر کے پوچھا "وہان تم نے قیس نام ایک شخص کو بھی دیکھا ہے۔ جو مجنون کہلاتا ہے؟" مین نے کہا "ہان خدا کی قسم دیکھا ہے۔ اُس کے باپ کے ساتھ مین اُس کے پاس گیا بھی تھا۔ اور اُسے اِس عالم مین پایا کہ وحشی جانورون مین بیٹھا ہوا تھا۔ اور جب تک لیلیٰ کا ذکر نہ چھیڑے کوئی ہوش کی بات نہ کرتا تھا" یہ حالات سُن کے وہ حسینہ رونے لگی اور بولی "وہ بدنصیب و بیکس لیلی مین ہی ہون"

عہد خلافت مین جس طرح "جزیہ" کے نام سے ایک محصول غیر مسلم اقوام سے لیا جاتا تھا اُسی طرح مسلمانون سے بھی ایک ٹیکس لازمی طور پر وصول کیا جاتا تھا جو زکوٰۃ کے نام سے یاد کیا جاتا اور جس طرح سرکاری کلکٹر جزیے کے وصول کرنے کے لیے مامور ہوتے اُسی طرح زکوٰۃ کی تحصیل کے لیے بھی مقرر ہوا کرتے تھے۔ وفات سرور کائنات صلعم کے بعد جو تمام قبائل عرب باغی اور مرتد ہو گئے اُس کی صرف اتنی ہی بنیاد تھی کہ زکوٰۃ کے ادا کرنے سے اُنھون نے انکار کر دیا تھا۔ اور اُن کی عام شورش دیکھ کے مصلحتہً حضرت فاروق اعظم

کا سا مضبوط پالیسی کا آدمی بھی نرم پڑ گیا تھا۔ مگر حضرت صدیق اکبر نے جو اُن دنون خلیفہ تھے کسی طرح اِس کمزوری کو نہ گوارا کیا۔ اور تمام مشیرون کے خلاف تن تنہا اُٹھ کھڑے ہوے۔ اور کہا کہ "خدا کی قسم یہ لوگ اگر جوتے کے ایک تسمے کے دینے سے بھی (جسے رسول اللہ صلعم کے عہد مین دیتے ہون) انکار کرین گے تو مین اُن سے لڑون گا۔ اور تم لوگ ساتھ نہ دوگے تو اکیلا جا کے مقابلہ کرون گا" آپ کی اس ضد کی وجہ یہ تھی کہ زکوٰۃ کوئی معمولی چیز نہ تھی۔ بلکہ اُس کی فرضیت قرآن پاک مین صراحتًہ موجود ہے۔ اُس سے انکار قرآن سے انکار تھا۔ آخر وہ سب مرتد مغلوب کیے گئے۔ زکوٰۃ وصول کرنے کا سلسلہ حسب سابق پھر جاری کر دیا گیا۔ اور اُس کی تحصیل کے لیے سرکاری عہدہ دار مقرر ہوے۔ ابتدائی خلافتون کے زمانے مین یہ طریقہ برابر جاری رہا۔ مگر بعد کے سلاطین اسلام نے جزیہ تو وصول کیا مگر زکوٰۃ کی تحصیل کا انتظام چھوڑ دیا۔ اور یہ امر خود مسلمانون کے اختیار مین چھوڑ دیا گیا کہ رقم زکوٰۃ کو چاہین تو ہر سال نکال کے مساکین پر تقسیم کر دین اور چاہین نہ دین۔ یہان تک کہ ہندوستان کے شہنشاہ اورنگ زیب نے بھی جزیہ کی تحصیل کا تو ازسرنو انتظام کیا مگر زکوٰۃ کی تحصیل کی طرف مطلقًا توجہ نہین کی۔ اور سلطنتون کی اِسی کمزوری کی بنا پر غیر مذہب والون کو اسلام پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا ہے کہ غیر مذہب والون پر ظلم کر کے جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔ مگر وہ یہ نہین جانتے کہ وہ مسلمانون سے بھی اسی طرح جو سالانہ رقم وصول کرتے تھے اُس کی مقدار جزیے سے کم نہ ہوتی تھی۔ جزیہ کے نام سے ایک مساوی ٹیکس شہر کے ہر شخص سے لیا جاتا تھا جس کی مقدار بہت معمولی ہوا کرتی۔ اور زکوٰۃ کی کوئی حد بھی نہ تھی۔ اور نادار لوگون

کے لیے جس طرح زکوٰۃ معاف تھی ویسے ہی جزیہ بھی معاف ہوا کرتا تھا۔ اس کا اثر آج ہم مین صرف اتنا باقی ہے کہ فرائض دین پانچ بتاتے ہین نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ ان مین سے جہاد کی ضرورت نہین رہی۔ اور زکوۃ کو ہم نے اِس لیے اُڑا دیا کہ کوئی وصول کرنے والا نہین۔ اگر گورنمنٹ مسلمانون سے سرکاری طور پر (جیسا کہ خود اُن مین پہلے مروج تھا) وصول کر کے مسلمانون کی فلاح اُن کی تعلیم اور اُن کے غربا کی پرورش مین صرف کر دیا کرے تو مسلمانون کی حالت بدل جائے اور پھر اُنھین مختلف چندون کے لیے دریوزہ گری کرنے کی ضرورت نہ باقی رہے۔

الغرض اُن دنون ایک سرکاری کلکٹر رقم زکوۃ کی تحصیل کے لیے ہر اسلامی ضلع اور صوبہ مین مقرر کیا جاتا تھا۔ جن دنون عرب مین مجنون کی شورشون کی دھوم پڑی ہوئی تھی۔ اور ارض نجد مین اُس کے عشق کی داستان ہر زن و مرد کی زبان پر تھی۔ صحابی رسول اللہ مسور بن مخرمہ کا پرپوتا نوفل بن مساحق بن عبداللہؓ بن مسور بن مخرمہ عبدالملک بن مروان کی جانب سے ارض نجد مین زکوۃ کا کلکٹر مقرر ہو کے آیا۔ وہ ایک مختصر فوج کے ساتھ بنی عامر سے رقم زکوۃ وصول کرنے کے لیے جا رہا تھا۔ راستے مین کیا دیکھتا ہے کہ صحرائے نجد مین ایک شخص سرتاپا برہنہ زمین پر بیٹھا ہوا بالو اچھال رہا ہے کچھ تو اظہار فیاضی کے لیے اور کچھ اِس خیال سے کہ یون ننگا مادر زاد مارا مارا پھرنا شریعت اسلام کے خلاف ہے اُس نے اپنے خادمون کو حکم دیا کہ اِس شخص کو کپڑے پنھا دو۔ جو لوگ واقف تھے اُنھون نے عرض کیا۔

یہ کوئی محتاج شخص نہیں - اِس کے گھر مین کافی دولت موجود ہے - اور سردار قبیلۂ بنی عامر کا بیٹا ہے - مگر یہ خود ہی کپڑے نہین پہنتا - دراصل ایک عورت کے عشق مین اُس کی یہ حالت ہو رہی ہے " یہ حالت سُن کے نوفل کو اُس سے ملنے کا شوق ہوا - قریب گیا - اور صاحب سلامت کی - مگر مجنون نے آج تک کسے جواب دیا تھا جو نوفل کو جواب دیتا - تب لوگون نے نوفل کو بتایا کہ اگر آپ اِس سے باتین کرنا چاہتے ہین تو اِس کی معشوقہ کا تذکرہ کیجیے - ذرا لیلیٰ کا نام لے دیجیے اور ع پھر دیکھیے انداز گل افشانیِ گفتار - نوفل نے کہا " بہتر " اور مجنون کی طرف مخاطب ہو کے پوچھا " کیا تم لیلی کے عاشق ہو ؟ " بولا " ہان " نوفل نے کہا " اُس سے تمھارا نکاح کرا دون ؟ " بولا " بھلا یہ ہو سکتا ہے ؟ " کہا " بخوبی ہو سکتا ہے " مجنون نے کہا " تو اِس سے بڑا کون سا احسان ہو گا ؟ ساری دنیا کے لوگ بھی مل کے شکریہ ادا کرنا چاہین تو نہ ادا کر سکین گے " نوفل نے کہا " تو پھر میرے ساتھ چلو " مجنون فوراً اُٹھ کے نوفل کے پاس چلا آیا - اور جو جو باتین اُس نے کہین منظور کر لین - اُس نے خط بنوایا ناخن کٹوائے بالون مین کنگھی کرائی - اور نہلا دُھلا کے کپڑے پہنائے - اور مرد آدمی بنا دیا - اور پہلا ہی سا جوان رعنا اور فیشن ایبل امیرزادہ بنا کے لیچلا - مگر جب قبیلۂ لیلیٰ کے پاس پہونچا تو معلوم ہوا کہ دربارِ خلافت سے قطعی حکم جاری ہو چکا ہے کہ قیس اگر قبیلۂ لیلیٰ کے اندر قدم رکھے تو اُس کا خون حلال ہے - اور بلا تامل قتل کر ڈالا جائے - اِدھر اُس نے یہ سُنا اور اُدھر لیلی کے قبیلے والے ہتھیار لگا لگا کے لڑائی پر آمادہ ہو گئے - اور نوفل کو اطلاع دی کہ " ہم سب اپنی جانین

دیدیں گے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ لیلی مجنوں کو دیجائے۔" نوفل دل میں ڈرا کہ اگر ذرا بھی خونریزی ہوئی تو میں خلیفہ کی نظر میں ملزم ثابت ہو جاؤں گا۔ اور ایسے معاملے میں جس کے متعلق اُن کا صریح حکم میرے خلاف موجود ہے مجبوراً اُس نے مجنوں سے کہا "بھئی مجھے افسوس ہے کہ میں تمھاری آرزو نہیں پوری کر سکتا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ اِس معاملے میں خونریزی کی نوبت آئے گی۔ اور خلافت کی طرف سے احکام جاری ہو چکے ہیں۔ اِس کے علاوہ صرف تمھارے خوش کرنے کے لیے میں بہت سی خلق اللہ کو قتل نہیں کر سکتا۔"

ایک صورت امید پیدا ہونے کے بعد مایوس ہونا بہت ہی بُرا ہوتا ہے۔ خصوص مجنوں کے ایسے شخص کے لیے جو ادنیٰ دلشکنی کی بھی تاب نہ لا سکتا تھا۔ نوفل کی زبان سے یہ کلمات سُنتے ہی بہت بگڑا اور کہا "مجھے اِسی لیے لایا تھا؟ اور شرفا کا عہد ایسا ہی ہوتا ہے؟" پھر کپڑے پھاڑ ڈالے۔ بال پھر اُسی طرح پریشان کر لیے۔ اور اُسے چھوڑ کے خاک اُڑاتا ہوا صحرا میں چلا گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نوفل نے لیلیٰ کی صورت دیکھ کے مجنوں سے کہا کہ "یہ تو کوئی حسین عورت نہیں جس کے لیے انسان خاک اُڑاتا پھرے اور مجنوں ہو جائے۔ میں تمھیں اُس سے بدرجہا حسین و پری جمال عورتیں دکھاتا ہوں۔ اُن میں سے جس سے کہو شادی کر دوں گا۔" مگر مجنوں اِس پر بہت آزردہ ہوا اور کہا کہ "لیلیٰ سے زیادہ حسینہ ساری دنیا میں تو ہئی نہیں۔ تو میرے لیے کہاں سے لائے گا؟"

چنانچہ مولانا رومؒ بھی اسی خیال سے فائدہ اُٹھا کے فرماتے ہیں۔

گفت لیلی را خلیفہ کان توئی | کز تو مجنون شد پریشان و غوی
از دگر خوبان تو افزون نیستی | گفت خامش چون تو مجنون نیستی

اسی بنیاد پر اکثر لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے کہ لیلی ایک بدصورت اور سیاہ فام عورت تھی۔ مگر یہ بالکل لغو اور غلط ہے جسکی تردید اُن واقعات سے بخوبی ہو جاتی ہی جنھیں ہم اِس سے پیشتر بیان کر چکے ہیں۔

مجنوں تو نوفل کو یوں چھوڑ کے چلا گیا۔ مگر اِن واقعات سے نوفل کے دل میں اُس کی ایک محبت سی پیدا ہو گئی تھی۔ یا یوں کہیے کہ اُس کے دل کو اُس کے ساتھ ایک قسم کا لگاؤ ہو گیا تھا۔ چندروز کے بعد اُسے پھر اُس سے ملنے کا شوق ہوا۔ اور اُس کی تلاش میں نکلا۔ دردور تک مارا مارا پھرا۔ مگر کہیں پتہ نہ لگتا تھا۔ آخر خدا خدا کر کے ایک جگہ ملا تو اِس حالت میں کہ سارا جسم گرد آلود ہے۔ اور ایک پیلو کے درخت کے قریب ہرنوں کے ایک غول میں بیٹھا ہوا ہے۔ نوفل درخت پر چڑھ گیا۔ اور دیر تک اُس کی حالت دیکھتا رہا۔ مگر جیسے ہی اُتر کے قریب جانا چاہا ہرنیاں اُٹھ کے بھاگیں اور اُنھیں کے ساتھ وہ بھی بھاگ گیا۔

اس کے چندروز بعد پھر نوفل اُس کے دیکھنے کو آیا۔ اب کی اُس نے صحرا کی لاکھ خاک چھانی مگر کہیں مجنوں کی صورت نہ نظر آئی۔ تب اُس نے قرب وجوار کے لوگوں سے پوچھا کہ "میں مجنوں عامری سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ کہاں ملے گا؟" بنی عامر کے ایک سن رسیدہ شخص نے بتایا کہ "مجنوں کی ایک انا ہے جو کبھی کبھی اُسے جا کے کچھ کھانے کو دے آتی ہے۔ تم اُسی کے ساتھ جا کے اُس سے ملو۔" نوفل اس عورت سے ملا۔ اور پھر اُس کے ساتھ مجنوں کی تلاش میں گیا۔ انا نے نوفل کو اُس کے

قریب تک پہونچا تو دیا۔ جہان ایک بڑا پیلو کا درخت تھا۔ اور اُس کے نیچے ہی ایک چھوٹا تالاب تھا۔ جس مین ہرنیان پانی پینے کو آتین اور سستاتین۔ اور اُنھین کے ساتھ مجنون بھی آتا۔ مگر اس کا کیا علاج تھا کہ ایک اجنبی شخص کی صورت دیکھتے ہی ہرنون کے ساتھ مجنون بھی بھڑک کے بھاگ کھڑا ہوا۔ اور ریگستان مین غائب ہو گیا۔

نوفل نے واپس آ کے اپنی مایوسی اُس ہمر شخص پر ظاہر کی تو اُس نے کہا "جس تدبیر سے مین بتاؤن اُس تدبیر سے جا کے ملیے"۔ نوفل نے وہ تدبیر پوچھی تو اُس نے کہا "آپ ایک کام کیجیے۔ ایک رکابی مین تازی گرم گرم روٹیان ڈھنک کے لے جائیے۔ اور مجنون کے قریب ہی اُنھین کھول کے رکھ دیجیے۔ اور آپ چھپ جائیے۔ روٹی کی خوشبو جیسے ہی ناک مین جائے گی وہ ضرور ٹھہر جائے گا۔ اِس کے بعد اپنی صورت دکھانے سے پہلے لیلیٰ کا تذکرہ چھیڑیے۔ اِس مین ممکن نہین کہ اُس کی دلچسپی نہ ہو یون اُس سے ضرور ملاقات ہو جائے گی"۔ نوفل نے یہی کیا۔ روٹیان لیکے گیا۔ اُنھین اُسی پیلو کے درخت کے نیچے کھول کے رکھ دیا۔ اور آپ درخت پر چڑھ کے پتون مین چھپ رہا۔ تھوڑی دیر مین ہرن پانی پینے کو آئے۔ اور اُنھین مین ملا ہوا مجنون بھی آیا۔ یہان روٹی کی خوشبو پاتے ہی چوکنا ہو کے ٹھہر گیا۔ اب نوفل نے اوپر سے ایک شعر پڑھا جس کا یہ مطلب تھا کہ "تم لیلیٰ کے لیے روتے ہو حالانکہ خود تمھین اِس ہجران نصیبی کے باعث ہو"۔ یہ سننا تھا کہ مجنون نے جوش مین آ کے اپنے پُرشوق اشعار پڑھنا شروع کر دیے۔ اور نوفل اوپر بیٹھا ہوا اُن شعرون کو سنتا اور اُن کی داد دیتا رہا۔ یہان تک کہ مجنون شعر پڑھتے

بڑھتے غش کھا کے گر پڑا- اور ہرن بھاگ گئے تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے ذرا افاقہ ہوا تو سر اُٹھا کے پوچھا "ارے تو ہے کون شخص؟" کہا "مین نوفل ہون- اور بتاؤ کہ میرے بعد تم پر کیا گزری؟" اِس کے جواب مین مجنون نے شعر خوانی شروع کر دی- اتنے مین سامنے ہرنیون کا ایک غول نظر آیا- اور وہ دوڑ کے اُن مین مِل گیا- اُس کے چلے جانے کے بعد نوفل درخت سے اُتر کے اپنے گھر آیا- اور دل مین خوش تھا کہ آج مجنون سے اچھی ملاقات ہو گئی-

اس کے بعد مجنون اُسی طرح وحشیان صحرا مین رہتے رہتے اور دشت وجبل کی خاک اُڑاتے اُڑاتے ایک دن پیوند زمین ہو گیا- بعض لوگون کا بیان ہے کہ اپنے جنون انگیز ولولون مین تو وہ صحرا کی خاک اُڑاتا پھرتا تھا کہ لیلیٰ اُس کے فراق کے غم مین کڑھتے کڑھتے مر گئی- اور لوگون نے دفن کر دیا- کسی نے اُس کی خبر مجنون کو بھی پہونچا دی- بے اختیار خاک اُڑاتا ہوا بنی عامر کے قبرستان مین پہونچا- اور ایک ایک سے پوچھتا تھا کہ لیلیٰ کی قبر کہان ہے- لوگون نے اِس خیال سے کہ اپنی معشوقہ کی قبر دیکھ کے اور زیادہ بیتاب ہو گا کسی طرح قبر کا پتہ نہین دیا- اب مجنون نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ ایک ایک قبر کی مٹی اُٹھا کے سونگھتا اور ڈال دیتا- یہان تک کہ لیلیٰ کی قبر کی مٹی اُٹھا کے سونگھی اور بے اختیار یہ شعر پڑھا:—

یُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّخۡفُوۡا قَبۡرَھَا مِنۡ حَبِیۡبِھَا ۔ وَطِیۡبُ تُرَابِ الۡقَبۡرِ دَلَّ عَلَی الۡقَبۡرِ

یہ شعر پڑھ کے قبر پر گرا اور تڑپتے تڑپتے جان دیدی گو اِس مین شک نہین کہ لیلیٰ مجنون سے پہلے مری- مگر مجنون کا اِس طرح جان دینا نہ قرین قیاس ہے۔

ع۔ لوگ چاہتے ہین کہ اُس کی قبر کو اُس کے عاشق سے چھپائین- حالانکہ خود قبر کی خاک کی خوشبو بتا رہی ہے کہ کس کی قبر ہے-

اور نہ پایۂ ثبوت کو پہونچا ہی- مجنون کی وفات کے متعلق جو امر زیادہ معتبر طریقون سے ثابت ہوتا ہی یہ ہے کہ بالوکے ٹیلون اور پہاڑون مین پھرتے پھرتے ایک دن ایک ایسے مقام پر جہان نہ کوئی عزیز تھا نہ آشنا مر گیا- اور خدا جانے مرنے کے کے دن بعد اُس کی لاش ایک شخص کو جو اُس طرف سے ہوکے گزرا ایک وادی مین جہان ہر طرف پتھرون کی چٹانین تھین پڑی ہوئی ملی- چونکہ وہ جانتا تھا اس لیے پہچان گیا کہ مجنون کی لاش ہے اور دوڑتا ہوا بنی عامر مین آیا اور اہل قبیلہ کو خبر کی- اگرچہ اب وہ نہ کبھی قبیلے مین آتا تھا اور نہ کسی عزیز کو عزیز سمجھتا تھا- مگر بنی عامر کو اپنے اس بانکے سڑی کے مرجانے کا بڑا ہی صدمہ ہوا- سب کے سب روتے پیٹتے اور خاک اُڑاتے اُس مقام پر گئے جہان لاش پڑی تھی- لاش کو اُٹھا کے قبیلے مین لائے- اور غسل و کفن کے بعد نماز جنازہ ادا کر کے دفن کر دیا- جب نہلانے لگے تو لاش مین ایک پرزہ ملا جس پر چند اشعار لکھے ہوے تھے- اور اُن مین لیلیٰ کے باپ کی طرف خطاب کر کے اُس کی سنگدلی کی شکایت تھی اور اپنی مصیبت کا اظہار- لوگون کا بیان ہے کہ بنی عامر مین مجنون کی تجہیز و تکفین کے دن ہر طرف سے آہ و زاری کی آواز بلند تھی- اور اُس قبیلے مین ایسا عام ماتم کبھی کسی نے نہین دیکھا تھا- مرد بھی زار و قطار رو رہے تھے- اور عورتین بھی نماز جنازہ مین تمام بنی جعدہ بنی سعد اور بنی حریش شریک تھے-

تجہیز و تکفین مین لیلیٰ کا باپ بھی شریک تھا- اُس نے مجنون کی لاش دیکھ کے اُس کی بیکسانہ موت پر بہت ہی افسوس کیا- اور بطریق معذرت حاضرین سے کہا "مین یہ نہین جانتا تھا کہ اِس کی یہ حالت ہو جائے گی- اور اِس کی نامرادیون کا یہ انجام ہوگا ورنہ مین برادری کی اِس رسم کی بھی پروا نہ کرتا کہ جو لڑکی پر

اظہار عشق کر چکا ہو اُسے بیٹی نہ دیجاے"۔ خوب ؎

کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ ہائے اُس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

بعض لوگ اُس کا سال وفات سنہ ھ بتاتے ہین۔ مگر یہ کسی زیادہ معتبر ذریعہ سے نہین ثابت ہوتا۔

مجنون نے اپنے اشعار نہ کبھی لکھے اور نہ کبھی کسی سے لکھواے۔ مگر باوجود اُس کے اُس کے دیوان کا مرتب ہو جانا تھوڑی حیرت کی بات نہین ہے۔ وہ اکثر اوقات دیگر شعرا کے اشعار بھی پڑھا کرتا تھا۔ اور بکمال بے تکلفی و جوش سے خود بھی موزون کرتا تھا۔ بعض لوگون کا خیال ہے کہ اُس کے دیوان کو نوفل بن مساحق نے مرتب کیا جسے اُس کے ساتھ اُنس ہو گیا تھا۔ اور گو قیس اُس سے بھاگتا ہی رہا۔ مگر وہ جس طرح ممکن ہوتا اُسے جا کے ضرور دیکھ آتا تھا۔ مگر زیادہ قابل اعتبار ذرائع سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شامی الاصل شخص کو یا ایک دوسرے شخص کو جس کا نام صباح بن عامر کنانی تھا قیس بن ضریح اور قیس بن ملوح دونون کے اشعار کا بیحد شوق تھا۔ قیس مجنون کی زندگی ہی مین جب اُس نے بنی عامر مین آ کے اُس کے اشعار لوگون سے دریافت کیے تو کسی کو دو چار شعر سے زیادہ نہین یاد تھے۔ اُس نے ارادہ کیا کہ خود مجنون سے مل کے اُس کے اشعار پوچھ پوچھ کے لکھے۔ مگر لوگون نے کہا "اشعار کون لکھواے گا۔ انسان کی صورت سے تو وہ بھاگتا ہے؟ اگر اُس کے شعرون کے جمع کرنے کا شوق ہے تو تم دو شخصون سے جا کے ملو۔ ایک تو مجنون کی انا ہی جو اُس کے پاس کبھی کبھی کھانا لے کے جاتی ہی۔ اور دوسرا ایک اور شخص ہے جو کبھی کبھی اُس کے اشعار سُن کے یاد کر لاتا ہی۔ یہی دونون تم کو تدبیر بتائین گے"۔ وہ شخص اُن دونون کے پاس گیا اور اپنی غرض بیان

ی۔ اُنھون نے صحرا کے ایک مقام کا پتہ دے کے کہا "تم وہان چلے جاؤ۔ مجنون وہان بیٹھا ہوا گا اور تم اُسے اِس حال مین پاؤ گے کہ اپنے گرد زمین پر ایک حلقہ کھینچ لیا ہی۔ اور اُسے اپنی انگلیون سے بناتا اور بگاڑتا ہے۔ تمھاری صورت دیکھتے ہی وہ تمھارے مارنے کو پتھر اُٹھائے گا۔ اِس کی تم بالکل پروا نہ کرنا۔ بلکہ اُس کی طرف سے نظر ہٹا کے اور طرف دیکھنے لگنا۔ مگر اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ دیر تک وہین بیٹھے رہنا۔ پھر قیس بن ذریح کے کچھ اشعار سنانا جن سے اُسے بےحد شوق ہی اُن اشعار کو سُن کے وہ اپنے اشعار سُنائے گا۔ اور جب اُسکی زبان رُکے تم قیس بن ذریح کا کوئی اور شعر پڑھ دینا۔"

اس شخص نے یہی کیا۔ بتائے ہوئے پتہ پر گیا۔ اور مجنون کے قریب چپکے سے بیٹھ گیا۔ مجنون نے مارنے کو پتھر اُٹھایا تو اور طرف مُنھ پھیر لیا۔ اور نہایت ہی غیر متعلق بنا ہوا بیٹھا رہا۔ جب دیکھا کہ مجنون کی وحشت ذرا کم ہوئی ہے تو بولا "خدا قیس بن ذریح کو خوش رکھے کیا خوب کہا ہے۔" اور یہ کہہ کے اُس کے دو شعر پڑھے مجنون سنتے ہی بولا "ہان خوب کہا ہے۔ مگر خدا کی قسم مین نے اُس سے اچھا کہا ہی" اور یہ کہہ کے اپنے شعر سنانے لگا۔ جب بہت شعر پڑھ کے خاموش ہوا تو اُس شخص نے قیس بن ذریح کے دو اور شعر پڑھ دیے۔ مجنون نے اُن شعرون کو سن کے کلیجہ تھام لیا۔ بہت داد دی۔ اور اُس کے بعد بولا مگر مین اُس سے اچھا ہی کہتا ہون۔ یہ کہہ کے اپنے شعر سنانے لگا۔ اِسی طرح شعر سنتے سنتے شام ہو گئی۔ اور دوسری صبح کو وہ شخص پھر پہونچا۔ اور پھر اُسی تدبیر سے اُس کے اشعار سُن سُن کے یاد کیے اور اکثر کو جلدی جلدی جس طرح بنا لکھتا بھی گیا۔

یہ شخص کئی بار اِسی طرح جا کے اُس کے اشعار لکھ لایا۔ مگر تھوڑے ہی شعر لکھنے پایا تھا کہ ایک دن جو گیا تو مجنون کا پتہ نہ تھا۔ ادھر اُدھر تلاش کیا مگر نہ پایا۔ اور اسی کے بعد اُس کو معلوم ہوا کہ مجنون دنیا سے رخصت ہو گیا۔

مجنون کے اشعار جس بے تکلفی اور سچے جوش سے کہے گئے ہین ویسا ہی اُن
مین اثر بھی ہی۔ اُس کی سب سے بڑی نظم اُس کا قصیدہ ہے جو "مونسہ" کے لقب
سے مشہور ہی۔ اور جس کا پہلا مصرع یہ ہی کہ "تَذَکَّرتُ لیلیٰ وَالسِّنِینَ
الخَوَالِیَا"۔ اِس مین ساٹھ سے زیادہ شعر ہین۔ اکثر اِسی قصیدے کے اشعار
اُس کی زبان پر جاری رہا کرتے تھے۔ اور سچ یہ ہے کہ بے مثل و نظیر قصیدہ
ہی۔ اور اُس کی فصاحت و روانی کی عربی لٹریچر مین بڑی شہرت ہے۔

الغرض یہ تھا وہ مجنون جس کا نام قریب قریب ساری دنیاے اسلام
مین ہمیشہ جوش عشق کے موقع پر لیا جاتا ہے۔ جسے ہمارے شعرا کبھی محمل
لیلیٰ کے پیچھے دوڑاتے ہین۔ اور اُس کے ملنے کے شوق مین دشت
نجد کی خاک چھاننے پر آمادہ ہو جاتے ہین۔ اُس کی تصویر اُنھین ہر اُڑتے
اور دوڑتے ہوے بگولے مین نظر آتی ہے۔ اور اُس کے نالۂ جانکاہ
کی آواز وہ ہر دشت و در مین سُن لیا کرتے ہین۔ اور یہ تھی وہ لیلاے
عامریہ جس کی محمل کو ہر شاعر نئی دھوم دھام سے نکالتا ہی اور جس کی رگ سے
مجنون کے خون کے فوارے جاری کراتا ہے۔ اور یہی ہین وہ سچے پُرانے
اور ایک ضرب المثل عاشق و معشوق جن کی شادی مین بقول عورتون کے
ہر وہ شخص شریک ہوگا جس کی ڈاڑھی مین استرا نہ لگا ہو۔

بعض لوگون نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ "لیلیٰ و مجنون اصل مین کوئی نہ تھے
صرف شعرا نے اپنے خیال سے حُسن و عشق کے دو پتلے بنا کے تیار کر لیے
ہین جن کو اپنی عاشقانہ ضرورتون کے وقت ہمیشہ پیش کر دیا کرتے ہین۔
لیکن در اصل یہ آفتاب پر خاک ڈالنا اور ایسی ضروری ہستیون کو
مٹا دینا ہے جن کی تصدیق شعر و سخن ہی نہین روایات و اخبار سے

بھی پوری طرح ہو رہی ہے۔ قطع نظر اِس کے اِس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے کہ جاہے اور کسی قوم کے عشاق فرضی وخیالی ہون اہل عرب کے تمام عاشق ومعشوق سچے ہین۔ اور سب کا اصلی کلام موجود ہے۔ اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ ایران اور دیگر مقامات کے اشعرا کا عشق ہی فرضی اور خیالی ہوا کرتا ہے لہذا کوئی تعجب نہین کہ اُن کے عاشق معشوق بھی خیالی وفرضی ہون۔ مگر عرب کے تمام شاعر سچے عاشق بھی ہوا کرتے تھے۔ وہ کسی شریف حسینہ پر ضرور عاشق ہو جاتے اور اُس کا نام لے لے کے اظہار عشق کیا کرتے۔ چنانچہ عرب کے شاعرون مین شاذ ونادر ہی کوئی ایسا ملے گا جس کی معشوقہ کا نام نہ معلوم ہو اور وہ اُس کے کلام مین بار بار نہ آیا ہو۔

بہرحال میان مجنون تھے۔ اور ضرور تھے اور ایسے دھن کے سچے تھے کہ دنیا مین نام کر گئے۔ اور اپنے سچے عشق کے ہاتھون شہید ہوئے۔ کیونکہ حضرت سرور کائنات علیہ الف الف تحیات فرماتے ہین۔ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ وَمَاتَ فَهُوَ شَهِيْدٌ۔ جو عاشق ہوا عفت کی زندگی بسر کی اور مرگیا وہ شہید ہے۔

مجنون کے عشق سے یون تو تمام شعرا نے اپنے مذاق وخیال کے موافق فائدہ اُٹھایا ہے مگر رمز شناس روم نے اپنی مثنوی مین جو بات پیدا کی ہے کسی کو نہین نصیب ہو سکتی۔ فرماتے ہین۔

| | |
|---|---|
| یک شبے مجنون بخلوت گاہ راز | گفت کاے پروردگار بے نیاز |
| از چہ نامم تو مجنون کردہ؟ | عشق لیلی در دلم چون کردہ؟ |
| کردہ خار مغیلان بالشم! | می بری شبہا بہ گردون نالشم! |

تو چہ خواہی زین گرفتاریِ من؟ اے خدائے من ازین زاریِ من!
ہاتفش گفتہ کہ "اے مردِ غریب در محبت کردم این غمہا نصیب۔
عشق لیلیٰ نیست این کارِ من است حسن لیلی عکسِ رخسارِ من است
خوش نماید گریہ شب ہائے تو
ذوق ہا دارم بہ یارب ہائے تو

---

# دلگداز پریس

عمدہ اور اعلیٰ درجے کی چھپائی اور پھر اُس کا وقت پر
مل جانا غیر ممکنات مین سے تصور کیا گیا ہے۔ اِس کمی کو دیکھ کے
دلگداز پریس نے چھپائی کا نہایت اعلیٰ درجے کا انتظام کیا ہے
اور اِس اہتمام کے ساتھ کہ جس تاریخ کتاب کے مکمل چھاپ دینے کا وعدہ
کیا جائے اُسی تاریخ دیدیجائے۔ اس مطبع کو ایک خاص فوقیت
یہ بھی حاصل ہے کہ مولٰنا محمد عبدالحلیم صاحب شرر سے اصلاح و مشورے
اور تصحیح و ترمیم مین مدد مل سکتی ہے۔ جن صاحبون کو اپنی کتابین عمدہ اور
جلد چھپوانا ہون فوراً اطلاع دین۔ مگر خیال رہے کہ صرف اعلیٰ درجے
کی چھپائی ہوتی ہے۔ چھپائی کا نرخ مراسلت سے طے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ
اِس کا دارومدار زیادہ تر کاغذ اور لکھائی کی نوعیت پر ہے۔

ملتمس

منیجر دلگداز پریس۔ لکھنؤ